



تاجدار اہل سنت نیپال

مصنف

گدائے مصطفیٰ ابو العطر محمد عبد السلام امجدی برکاتی غفرلہ ولوالدیہ

ملت کے پاسبان ہیں شیر نیپال آپ
ہم سنیوں کی جان ہیں شیر نیپال آپ

تاجدار اہل سنت نیپال

مصنف
ابو العطر محمد عبد السلام امجدی برکاتی
تاراپٹی، دھنوشا (نیپال)

ناشر
البرکات اکیڈمی خانقاہ برکات لہنہ شریف، ضلع دھنوشہ، جنکپور (نیپال)

نام کتاب: تاجدار اہل سنت نیپال (جدید ایڈیشن)

مؤلف: ابو العطر محمد عبد السلام امجدی برکاتی

(تاراپٹی، دھنوشا، نیپال)

نظر ثانی: ابو العطر محمد عبد السلام امجدی برکاتی

(تاراپٹی، دھنوشا، نیپال)

سنہ تالیف: 2011ء

سنہ اشاعت: 2011ء

سیٹنگ: مفتی محمد کلام الدین نعمانی امجدی مصباحی (دوحہ قطر)

ناشر: البرکات اکیڈمی خانقاہ برکات لہنہ شریف، ضلع دھنوشہ، جنکپور (نیپال)

{ملنے کے پتے}

خانقاہ برکات لہنہ شریف (نیپال)

www.barkatussunnah.com

فہرست مشمولات

نوٹ:

حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی تصانیف وتالیفات اور آپ کی حیات وخدمات کے مختلف گوشوں پر کتابوں اور مضامین ومقالات کا مطالعہ کرنے کے لئے درج ذیل ویب سائٹ پر ضرور تشریف لائیں۔

www.barkatussunnah.com

اور بھی دیگر دینی کتابوں اور مضامین کا مطالعہ کرنے کے لئے مذکورہ بالا ویب سائٹ وزٹ کر سکتے ہیں۔ نیز علمائے اہل سنت نیپال اپنی تصانیف اس ویب سائٹ پر اپ لوڈ کروانے کے لئے فقیر سے رابطہ کریں ان شاء اللہ آپ کی کتابیں اپ لوڈ کر دی جائیں گی۔

واٹساپ نمبر 0097431402499

تکمیل آرزو

پرے چرخ نیلی فام سے منزل مسلماں کی
ستارے جس کی گرد راہ ہوں وہ کارواں تو ہے

شہباز طریقت، رازدار شریعت، شہکار فقہ و فتاوی، سراج الاصفیاء استاذی مخدومی حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ جنہوں نے ملک نیپال میں مذہب وملت کی ابلاغ و ترسیل، مسلک اعلیٰ حضرت کی اشاعت وتوسیع، تطہیر انفاس اور تزکیہ بواطن میں مثالی کردار ادا کیا ہے، ہر باطل حملے کا دفاع کیا اور مذہب ومسلک پر اٹھنے والے ہر اعتراض کا دندان شکن جواب دیا، ضروری تھا کہ ایسے مرد حق، باصفا، دین حنیف اور مسلک اعلیٰ حضرت کے سچے مبلغ و عاشق کی حیات و خدمات کے گوشوں سے دنیا اور نئی نسل کو متعارف کرایا جائے۔ آپ کی منتشر تحریروں کو یکجا کر کے اور تصنیفات و تالیفات کو تدوین، تہذیب، تلخیص، ترتیب اور تخریج کے مراحل سے گذارنے کے بعد طباعت سے آراستہ کر کے منظر عام پر لایا جائے۔ مگر یہ کوئی معمولی اور سہل کام نہیں تھا جسے ہر کوئی کر لے، بلکہ اس کے لئے تجربہ کار اور ذی علم و ذی استعداد افراد درکار تھے۔ خاص طور پر اس امر اہم کے لئے وہ لوگ زیادہ موزوں تھے جنہیں حضرت کی پر فیض صحبت کا شرف حاصل رہا ہو۔

۲۰۰۲ء میں جب میں جامعہ امجدیہ میں زیر تعلیم تھا اس وقت میں نے آپ کی حیات اور آثر جلیلہ و مفاخر عظیمہ کو معرض تحریر میں لانے کا ارادہ کیا تھا مگر کم علمی کی بنا پر یہ کام نہیں کر سکا اور پھر جب تعطیل کلاں میں گھر آیا تو چند صفحات لکھنے کی کوشش بھی کی مگر وہی ناتجربہ کاری اور بے بضاعتی مانع رہی۔ جب میں تعلیمی سال مکمل کرنے کے بعد اکتوبر ۲۰۰۸ء میں جامعہ غوثیہ غریب نواز اندور بحیثیت مدرس آیا تو اس کام کے لئے

خوب کوشش کی اور جس قدر ہوسکا معلومات حاصل کرنے میں جٹ گیا۔ مگر پریشانی یہ تھی کہ جس سے معلوم کرتا وہ ناقص معلومات یا فرضی معلومات ہی فراہم کرتا، جس کی وجہ سے کام کو عملی جامہ پہنانے کی کوئی سبیل ہی نظر نہیں آرہی تھی اور معاملہ امروز وفردا کے حوالہ ہوتا رہا۔ ہاں! استاذ محترم حضرت علامہ مفتی احمد حسین برکاتی دام ظلہ العالی اور رفیق گرامی حضرت مولانا محمد علاء الدین برکاتی مصباحی سے قیمتی معلومات فراہم ہوئیں اور جو کچھ چار سال آپ کی خدمت میں گذارنے کے دوران آپ کی پاکیزہ کتاب حیات سے اخذ کیا تھا انہیں ۲۰۱۱ء میں سپرد قرطاس کرنا شروع کردیا۔ اور کچھ ہی دن کے اندر چالیس صفحات پر مشتمل ایک رسالہ مرتب ہوگیا۔ مسودہ کا عکس حضرت کو دکھایا خوشی کا اظہار فرمایا، دعائیں دیں اور چند مقامات پر حذف وترمیم کا حکم دیا مگر پھر اس مسودہ کی بازدید کا موقع نہیں مل سکا اور بغیر کسی حذف وترمیم کے وہ مسودہ کسی سنگ ثقیل کے نیچے دب گیا اور ادھر فقیر مصروفیات کی زلف وزنجیر میں الجھتا گیا۔

۳؍ مارچ ۲۰۱۲ء ''تاجدار اولیاء کانفرنس'' میں شرکت کی غرض سے فقیر اور ارکان ''ملک العلماء فاؤنڈیشن'' کی دعوت پر حضور شیر نیپال اندور تشریف لائے تو آپ کے حکم پر استاذ گرامی وقار حضرت علامہ مفتی احمد حسین برکاتی صاحب قبلہ نے حضرت کی تحریر اور فتاوی کی مسودہ کاپی میرے حوالہ کردی جن سے مجھے ایک حوصلہ ملا، اعتماد پیدا ہوا اور الحمدللہ کچھ ہی ماہ میں فتاویٰ برکات کی نئی ترتیب بھی دے دی اور کئی ایک کتاب کی ترتیب وتہذیب اور تدوین وتخریج کے ساتھ انہیں انٹرنیٹ پر اپ لوڈ بھی کرادیا اور چار کتابیں ''شان مصطفی، احسن الکلام، اذان خطبہ اور اقامت کے مسائل اور تحفہ برکات کو زیور طبع سے آراستہ کرا کر منظر عام پر بھی لانے کی کامیاب کوشش کردی فالحمدللہ علی ذلک۔

سنہ ۲۰۱۱ء میں جو کتاب ترتیب دی تھی اس کی فکر دامن گیر ہوئی اس لئے پھر سے میں اس کی ترتیب واضافہ میں لگ گیا، تاکہ میرے آرزو کی تکمیل ہو سکے اور میں اہل

ارادت وعقیدت کے قلوب و اذہان کی تسکین کا سامان بھی فراہم کرسکوں۔آپ کے تلامذہ ، دوسرے علماء اور بڑے بزرگوں سے ملاقات و بات چیت کرکے اور پھر بالمشافہ حضرت سے بھی مل کر کچھ معلومات حاصل کرنے میں اپنے تئیں پوری تندہی سے کام کیا اور اتنا مواد جمع ہوگیا کہ ان سب کو جمع کرنے کے لئے کافی وقت درکار تھا اور جو ذہنی خاکہ میں نے صرف آپ کی حیات سے متعلق تیار کیا تھا وہ تقریبا آٹھ سو صفحات کا تھا۔ وقت کی تنگی کے باوجود ان معلومات کو اختصار کے ساتھ حوالہ قرطاس کرنے لگا اور چار ماہ کے بعد کاپی میں لکھے میٹر کو کمپوز کیا تو وہ بھی دوسو سے زائد صفحات پر پھیل گیا جس کی طباعت کے لئے ایک خطیر رقم درکار تھی جو میری مقدور سے باہر تھی اس لئے ایک دوسری کتاب بالاختصار آپ کے اوصاف وکمال ،مناقب ومدائح اور تعارف میں" بنام تاجدار اہل سنت نیپال" ترتیب دی جو آپ کے ہاتھ میں ہے۔ یہ نام عطائے خواجہ محبوب الاولیاء حضرت علامہ انواراحمد قادری دام ظلہ العالی سربراہ اعلیٰ جامعہ غوثیہ غریب نواز اندور ایم پی کا انتخاب کردہ ہے۔اللہ تعالیٰ آپ کی عمر وعمل میں برکتیں عطا فرمائے آمین!

زیرنظر کتاب حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی حیات میں ہی شائع ہوچکی ہے، پھر آپ کے وصال کے بعد اس میں کچھ ترمیم کی گئی ہے اور بہت کچھ حذف واضافہ بھی ۔نیز اس کے اکثر مضامین معارف حضور شیر نیپال میں شامل کردئے گئے ہیں اور حضرت مولانا انوار احمد صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ کی تقریظی تحریر من وعن بغیر کسی ترمیم کے شامل کتاب ہے۔

گدائے مرشد:
ابوالعطر محمد عبدالسلام امجدی برکاتی عفی عنہ
تاراپٹی ،دھنوشا (نیپال)

تقریظ جلیل

محبوب العلما حضرت مولانا انوار احمد قادری دامت برکاتہم العالیہ
بانی وسربراہ اعلیٰ جامعہ غوثیہ غریب نواز، کھجرانہ اندور (ایم پی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وآلہ واصحابہ اجمعین

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے "انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء"
(سورہ فاطر ۲۸)

ترجمہ: اللہ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں۔
(کنز الایمان)

رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ آلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں "العلماء ورثۃ الانبیاء" یعنی عالم ربانی نبی کے وارث ہوتے ہیں۔ اللہ ورسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد و بیان کی روشنی میں مخدوم اہل سنت، عالم ربانی، یادگار اسلاف، ناشر رضویات، فدائے برکاتیت حضرت علامہ مولانا الحاج الشاہ مفتی جیش محمد صاحب قبلہ برکاتی دام ظلہ العالی والنورانی، عالم ومفتی اور خطیب ذیشان کے ساتھ صاحب تقوی اور عابد شب زندہ دار ہیں۔ مسلک حق مسلک اعلی حضرت کے آپ سچے مبلغ و ترجمان ہیں۔ آپ کی محفل میں بیٹھنے والا اللہ ورسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم، صحابہ کرام، غوث وخواجہ، شاہ برکات، اعلی حضرت ومفتی اعظم ہند اور سید العلماء وبزرگان دین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے کردار وعمل کا شناسا اور ان کے عشق ومحبت کا جام پی کر سنی صحیح العقیدہ متقی پرہیز گار جنتی مسلمان بنتا نظر آتا ہے اور یہی ایک سچے عالم باعمل عاشق رسول کی صحبت کی پہچان ہے۔

نیپال کے تقریباً ہر سنی مسلمان پر اور خاص طور پر علماء اہل سنت پر آپ کی محبت و

عنایت کی برسات ہوتی ہے۔آپ کی ذات اہل حق کے لئے ابر رحمت ہے اور اہل باطل دیوبندی، وہابی، اہل حدیث اور اعلی حضرت کے دشمنوں ومخالفوں کیلئے برق الٰہی ہے۔

دشمن احمد پہ شدت کیجئے
ملحدوں سے کیا مروت کیجئے

گدائے غوث وخواجہ انوار احمد قادری برکاتی رضوی خادم الجامعۃ الغوثیہ نے آپ کی ذات ستودہ صفات کے بارے میں بہت کچھ سن رکھا تھا مگر جب دیکھا تو اس سے بہتر پایا۔آپ نے کرم فرمایا ۴/مارچ ۲۰۱۲ء الجامعۃ الغوثیہ غریب نواز میں قدم رنجہ فرمایا اور اپنی نیک دعاؤں سے طلبہ ومدرسین، معاونین کو سرفراز کیا اور جامعہ کے حق میں نیک خواہشات کا اظہار فرمایا اور پھر شب میں تاریخ ساز ''تاجدار اولیاء کانفرنس'' میں جو خطاب آپ نے کیا اس بے مثل خطاب نے بزرگوں کی محفلوں کی یاد دلا دی۔

مدت کے بعد ہوتے ہیں کہیں پیدا وہ لوگ
مٹتے نہیں ہیں دہر سے جن کے نشاں کبھی

اللہ تعالی حضرت مفتی اعظم نیپال مفتی جیش محمد صدیقی صاحب قبلہ دام ظلہ العالی والنورانی کو صحت وسلامتی کے ساتھ تا دیر زندہ رکھے اور اسی طرح ایک عالم آپ کے فیض وکرم سے مالا مال ہوتا رہے۔

زیر نظر کتاب ''تاجدار اہل سنت نیپال'' کے مرتب ومصنف نازش علم وفن ،صاحب تصانیف کثیرہ وصاحب کرادر وعمل حضرت مولانا مفتی ابو العطر عبد السلام صاحب قبلہ امجدی ادام اللہ علمہ اپنے اچھے اور سچے استاذ اور حق آگاہ پیر ومرشد حضرت تاجدار اہل سنت نیپال مفتی جیش محمد صاحب قبلہ صدیقی برکاتی کے اس قدر رشید اور گرویدہ ہیں کہ ہر شاگرد اور مرید کو حضرت مولانا محمد عبد السلام صاحب قبلہ سے سبق حاصل کرنا چاہئے۔فی زمانا بہت سے شاگرد استاذ کو، مرید پیر کو صرف بھول ہی نہیں جاتے بلکہ ایذا

رسائی کے درپے ہو جاتے ہیں۔ ایسے اندھیرے ماحول میں مولانا عبد السلام صاحب نے عشق ومحبت کی ایک شمع فروزاں کیا ہے کہ اپنے پیر و مرشد کی سوانح حیات لکھ کر ہر مرید کو اپنے پیر سے محبت کرنے کا پیغام دیا ہے۔

میری ہمت کو سراہو میرے ہمراہ چلو
میں نے ایک شمع جلائی ہے اندھیروں کے خلاف

اللہ تعالیٰ حضرت مولانا عبد السلام صاحب قبلہ کی اس ترتیب وتصنیف کو قبول فرما کر مقبول انام بنائے اور مولانا کے قلم میں مزید برکتیں عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین بجاہ نبیہ الکریم ؐ لآلہ واصحابہ اجمعین۔

فقط گدائے غوث وخواجہ انوار احمد قادری
خادم الجامعۃ الغوثیہ غریب نواز کھجرانہ اندور (ایم۔ پی)
۲؍جمادی الاولی ۱۴۳۵ھ
مطابق ۴؍مارچ ۲۰۱۴ء بروز سہ شنبہ

حضور شیر نیپال تعارف وخدمات:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوۃ والسلام علیک وعلیٰ اٰلک یا رسول اللہ ﷺ

یہ دل تو عقیدت کے گلابوں سے دھلا ہے
آتی ہے اسے خاک رہ یار سے خوشبو
یہ کون گلابوں سا گزرتا ہے گلی سے
آتی ہے در و بام سے، دیوار سے خوشبو

ملک نیپال کے نیپال مین تین اضلاع ایسے ہیں جہاں آسمان علم وحکمت کے ماہ ونجوم اور دبستان فکر وفن کے گلہائے خوش رنگ چمک، دمک اور مہک رہے ہیں۔ پھران میں سے دو ضلع ایسے ہیں جن میں سے ہر ایک کے دامن میں ایسا گاؤں ہے جو علم وفضل اور اسلامی ثقافت وتہذیب کے اعتبار سے دوسرے اضلاع کے بیشتر قریہ وقصبہ پر تفوق وبرتری رکھتا ہے۔

(۱)ضلع دھنوشہ میں لوہنہ گاؤں (۲)ضلع مہوتری کا سسوا کٹیا جہاں سیماب صفت شخصیت حنیف ملت صوفی باصفا حضرت مولانا محمد حنیف علیہ الرحمہ کی ذات بابرکات تولد ہوئی جس کی برکتوں سے آج اس گاؤں میں حفاظ، قراء، علماء، خطباء، شعراء کی ایک لمبی فہرست ہے اور اسی بابرکت عبقری شخصیت کے فیضان نظر سے اس قریہ کو مدینۃ العلماء بننے کا شرف حاصل ہے۔

تذکرۂ لوہنہ

علم وفضل، تہذیب وتمدن اور اخلاق وکردار کے اعتبار سے لوہنہ کو نیپال کے دوسرے بلاد وقصبات اور گاؤں پر فوقیت وفضیلت حاصل ہے اور اسے پورے ملک میں ایک امتیازی شان وشوکت اور اہمیت وعظمت کا حامل مانا جاتا ہے۔ یہ گاؤں شہر

جنکپور سے تقریبا ساڑھے تین کلو میٹر دوری پر واقع ہے، جو اس وقت شہر جنکپور کا ایک حصہ اور وارڈ شمار کیا جاتا ہے، جس کے بطن سے وقت کے ایک ایسے عالم باشرع، شیخ ربانی نے جنم لیا جن کے لوائے قیادت و رہبری میں مسلمان جمع ہوکر اسلام اور پیغمبر اسلام سے متعارف ہوئے اور اسی قطب وقت کی نسبت سے اس گاؤں کے ساتھ اب ''شریف'' کا لفظ جڑ گیا اور جب بھی عقیدت منداس کا نام لیتے ہیں تو ادب واحترام کے ساتھ لُہنہ شریف ہی سے یاد کرتے ہیں۔ لفظ شریف کا اس کے ساتھ جڑ جانا اس کے ترقی یافتہ اور منبع اخلاق و پاکیزہ خصال ہونے کی دلیل ہے ؎

آل برکات کی برکتوں سے یہاں
بٹ رہا عشق کا جام لہنہ میں ہے
مارہرہ کے فیض کی ہوتی ہیں بارشیں
کتنا حسین لہنہ ہے شیر نیپال کا

اگر اس گاؤں کا جائزہ لیا جائے اور اہل دانش وخرد اور صاحبان فکر ونظر کی فہرست ترتیب دی جائے تو ایک لمبی فہرست ان حضرات کی ہوجائے گی جو دینی تعلیم اور اسلامی اخلاق سے بھی آراستہ ہیں اور دنیاوی تعلیم اور سیاسی میدان کے ماہرین ہیں۔ اس گاؤں میں ایک سے ایک اہل علم وفن اور صاحبان دولت وثروت ہیں۔ اسی گاؤں میں ایک متمول، خوش اخلاق وخوش مزاج، صاحب کردار، پاک طینت ونیک سیرت اور علم دوست جناب محمد جاسم صدیقی کا بھی نام ان نیک لوگوں کے زمرے میں آتا ہے جنہیں خلوص ووفا، ضیافت واکرام اور ایفائے عہد وامانت، صبر وتوکل، صدق مقالی وخوش خصالی اور ساتھ ہی دولت وثروت، ریاست ومالداری، ظرافت وشرافت، اخوت ومحبت اور باہمی تعاون کا جذبہ بیکراں جیسی خصلتیں اور خوبیاں آباء واجداد سے وراثت میں ملی ہیں۔ آپ کے برادران میں کوئی حافظ تو کوئی مولوی پیدا ہوئے اور سبھی نے دین

اسلام کی خدمت وتوسیع میں اہم رول ادا کیا ہے۔ عالی جناب شیخ محمد جاسم صدیقی مرحوم کے آنگن میں جتنے پھول کھلے سب کے سب علم وہنر اور حسن اخلاق وادب کے پیکر بن کر مہکتے رہے۔ کوئی ڈاکٹر تو کوئی انجینئر، کوئی پروفیسر ہے تو کوئی رازدار دین شریعت۔ آپ کی تمام اولاد میں سب سے زیادہ فضیلت وعظمت کا حامل وہ فرزند فرخندہ فال ہے جو آج افق شہرت ومقبولیت کا خورشید بنکر اپنی ضیاء سے ایک جہاں کو روشن ومنور کرتے رہے۔ اس طفل خجستہ آثار سے جہاں خانوادۂ جاسم، گاؤں، محلہ اور شہر کی عزت و وقار میں چار چاند لگے وہیں پورے ملک کے سر پر تاج رفعت وکرامت سج گیا اور باشندگان نیپال کا سر فخر سے اونچا ہوگیا۔ چاہے وہ کسی طبقہ یا مذہب کا ماننے والا ہو۔

حضور شیر نیپال حضرت علامہ مولانا حافظ وقاری مفتی الحاج الشاہ جیش محمد صدیقی برکاتی علیہ الرحمہ کی شخصیت ملک ہندو نیپال میں کسی تعارف کے محتاج نہیں ہے، آپ کو جو شہرت و عزت اللہ تعالیٰ نے عطا کی تھی وہ ملک نیپال میں شاید کسی اور کو حاصل ہو۔ آپ کی پوری زندگی بعد فراغت مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج واشاعت اور فروغ علم دین متین میں مصروف رہی۔ یقیناً جن لوگوں نے سرکار شیر نیپال علیہ الرحمہ کو قریب سے دیکھا ہے، ان کی خلوت وجلوت کو مشاہدہ کیا ہے، آپ کے شب و روز کے معمولات زندگی اور عبادت و ریاضت اور تقویٰ و طہارت کو دیکھا ہے وہ ضرور اس صداقت وحقیقت کی گواہی دیں گے۔ بلاشبہ حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ انبیائے کرام کے سچے وارث، پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے عاشق، کتاب وسنت کے مبلغ، اپنے اسلاف کرام کے عکس جمیل، خلوص للہیت کے پیکر اور صبر واستقامت کے وہ پہاڑ تھے جسے ہلانے کے لئے ایسی ایسی آندھی اور طوفان آئے کہ ایسا لگتا تھا کہ اب اس عظیم علمی پہاڑ کو اپنی سرعت وشدت کے جھونکوں سے جڑ سے اکھاڑ دیں گے مگر اس عظیم ومضبوط پہاڑ کے سامنے آندھی اور طوفان نے اپنی بے بسی، شکست وہزیمت کی سیاہی اپنی پیشانی پر لئے نیست ونابود ہوگئی مگر علم وہنر اور صبر واستقامت کا پہاڑ اپنی جگہ کھڑا رہا۔

مہرباں سیکڑوں نہروں پہ سمندر تنہا
اپنے اوصاف میں تھا مست قلندر تنہا
نام بھی جیشِ محمد تھا، عدو پر تھے عذاب
اور نظر آتے تھے میدان میں لشکر تنہا
ان کی ہر سانس تھی مسلک کی محافظ ثاقب
حملہ آور تھے وہ اغیار پہ ڈٹ کر تنہا

(مولانا ثاقب القادری مصباحی، بنارس)

ولادت باسعادت، نام والقاب:

اس گل بے خار نے گلشن جاسم کو اپنی ایسی بے نظیر خوشبو سے ۲۸ ر صفر المظفر ۱۳۶۲ھ شب جمعہ مبارکہ مطابق ۵ ر مارچ ۱۹۴۳ء میں مہکایا کہ اس گل خنداں کی مہک دیکھتے ہی دیکھتے پورے ملک میں پھیل گئی۔ اس کا نام والدین نے محمد جیش اور پیر ومرشد نے جیش محمد رکھا جو آگے چل کر اپنی خدمات جلیلہ اور مساعی بلیغہ جمیلہ کے سبب شیر نیپال، فاتح نیپال، قاضی القضاۃ، شیر رضا، فقیہ اسلام وغیرہا القاب وآداب سے مشہور ہوئے۔ جس کی صلابت فکر، اصابت رائے، حسن عمل، بلندی کردار، صلاحیت وقابلیت، دقت نظر، فقہی بصیرت، تبحر علمی کی طوطی ہندو نیپال میں بول رہی ہے۔

یہی شیر نیپال جو فرید زمانہ، وحید یگانہ، یکتائے روزگار، منبع انوار، مطلع اسرار، مرکز علم وعرفان، فقیہ عصر اور محقق دہر عالم باعمل، صوفی باکمال اور محدث عظیم تھے، جن کا سینہ محبت رسول کریم کا مدینہ اور جذبہ اطاعت رسول کا گنجینہ تھا اور اسی فنا فی الرسول اور عشق نبی کی دولت سرمدی کے طفیل خدائے قادر وقیوم نے آپ کو مینارۂ عظمت ورفعت بنایا۔ اور یہ نا قابل انکار حقیقت ہے کہ جو خود کو عشق سرکار دوعالم ﷺ میں فنا کر دیتا ہے وہی مہبط انوار وتجلیات الٰہی اور انعام یافتہ بارگاہ رسالت مآب ہوتا ہے ؎

مرد کامل بن گیا محبوب یزداں ہو گیا
جو مٹا راہ خدا میں شاہ دوراں ہو گیا
جب فروزاں آفتاب چرخ عرفاں ہو گیا
گل چراغ فتنۂ باطل پرستاں ہو گیا

تعلیم وفراغت اوراساتذہ:

آپ کے اساتذہ میں وقت کی مایہ ناز شخصیات، نباض قوم وملت، محدث وفقیہ، مفسر ومحقق، فلسفی ومنطقی، صاحبان فصاحت وبلاغت اور مفکرین اسلام ہیں جن سے جی کھول کرعلم وعرفان کا جام وسبونوش کر کے علمی تشنگی دور کرتے رہے اوران مخلصین اساتذہ نے بھی آپ کے ساتھ علمی جودونوال میں کوئی کمی نہ چھوڑی۔ حضور حافظ ملت شاہ عبدالعزیز مبارکپوری، علامہ عبدالرؤف بلیاوی، بحرالعلوم مفتی افضل حسین مونگیری، بحرالعلوم مفتی عبدالمنان اعظمی، حضرت علامہ سید عارف حسین رضوی، علامہ کاظم علی بستوی اورعلامہ قاری مفتی محمد ظہیرالدین رضوی وغیرہم خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

جس تعلیمی وتربیتی سفر کا آغاز محلہ کے مکتب سے شروع ہوا تھا وہ ۱۰رشعبان المعظم ۱۳۸۷ھ مطابق ۲۴رنومبر ۱۹۶۷ء میں از ہر ہند دبستان علم وفن جامعہ اشرفیہ مبارکپور میں منتہی ہوا۔

جامعہ اشرفیہ کا یہ پہلا دور تھا جس میں فضیلت کی دستار بندی ہوئی اور سب سے پہلے لشکر اسلام کا قافلہ تیار ہوا، اسی اول دستہ میں حضور شیر نیپال کی ذات گرامی باوقار بھی ہے۔ دستار بندی کے بعد سجدۂ شکر ادا کیا اور بچشم نم اپنے وطن عزیز کا رخ کیا۔ دین کی خدمت وتوسیع اور مسلک اہل سنت مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج واشاعت کے واسطے حضور حافظ ملت نے آپ کو روانہ فرمایا تاکہ کفرستان میں اسلام کا چراغ روشن کیا جائے جس کی روشنی میں چل کر مسلمانان نیپال اپنی عقل وفکر کا زاویہ بدلیں اور اسلامی

تعلیمات کو سینے سے لگا کر مراسم کفریہ اور معتقدات باطلہ کا جنازہ نکالا جا سکے، اسلام کا بول بالا ہو اور حق کا غلغلہ ہو۔

بوقت دستار بندی حضور حافظ ملت نے فرمایا ''آپ مقدمۃ الجیش ہیں پہلے آپ آئیں''۔ اور بوقت رخصت یوں گویا ہوئے ''میں آپ کو تنہا لشکر اسلام بنا کر بھیج رہا ہوں''۔

اور جب ۱۳۹۴ھ کے سہ روزہ ''سرکار مدینہ کانفرنس'' میں حضور شیر نیپال کی دعوت پر صدر کانفرنس کی حیثیت سے حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ تشریف فرما ہوئے تو فرحت و انبساط میں جھومتے ہوئے اور اپنے مشن کی کامیابی کو اپنی آنکھوں سے ملاحظہ فرما کر حضرت مفتی عبد الواجد سے مخاطب ہو کر فرمایا:

''مولانا جیش محمد صدیقی ایک قابل عالم دین ہیں ان سے بہت سی امیدیں وابستہ ہیں مجھے امید ہے کہ اس علاقہ میں ان کے ذریعہ سنیت کی تبلیغ و اشاعت ہوگی''۔

حضور حافظ ملت کو آپ پر ہر اعتبار سے اتنا اعتماد و وثوق تھا کہ جب ایک بار مدھوبنی سے کچھ لوگ وہابیوں کی سرکشی و تمرد کی سرتابی کے لئے اور بد عقیدوں کو دنداں شکن جواب دینے کے لئے ایک مناظر مانگنے کے لئے مبارکپور آپ کی خدمت میں پہنچے تو آپ نے فرمایا ''نیپال میں تنہا مفتی جیش محمد صدیقی ایسا مناظر ہیں جو اس کام کے لئے زیادہ موزوں ہیں، آپ ان کے پاس جائے اور میرا حوالہ دیجئے وہ اس کام کو انجام دینے کے لئے جائیں گے اور وہابیوں سے مقابلہ کر کے انہیں شکست دیں گے''۔

تدریسی خدمات

فراغت کے بعد ایک سال مادر علمی دار العلوم علیمیہ ضلع سیتا مڑھی (بہار) جہاں سے تیسرے تعلیمی سفر کا آغاز فرمایا تھا، اراکین مدرسہ اور استاذ معظم حضرت مولانا محمد

کاظم علی بستوی کے ارشاد پر مدرس منتخب ہوئے۔ جامعہ اشرفیہ سے فراغت کے بعد سب سے پہلے آپ نے تدریسی خدمات کا آغاز اپنے مادر علمی مدرسہ علیمیہ دامودر پور مظفر پور سے کیا۔ ایک سال تک یہاں تدریسی خدمات انجام دی۔ جب تعطیل کلاں میں اپنے گاؤں لہنہ پہنچے تو جنکپور والوں نے وفد کی شکل میں آکر جنکپور رہنے کے لئے اصرار کیا تو انکی درخواست کو منظور کرتے ہوئے 23 / شعبان المعظم 1387ھ بروز پنجشنبہ بوقت مغرب آپ جنکپور پہنچ گئے۔ اس وقت جنکپور میں کوئی دارالعلوم نہیں تھا بس ایک مکتب تھا۔ اس شہر میں ایک مرکزی مدرسہ قائم کرنے کا ارادہ زمانہ طالب علمی ہی سے تھا اس لئے حامی بھر لی اور تن وجان اور پورے خلوص وللّٰہیت کے ساتھ دینی وقومی اور تعلیمی خدمات میں مصروف ہوگئے۔ آپ نے رات ودن جدوجہد کر کے مکتب کے بغل میں ہی دارالعلوم قائم کیا جو ہندو نیپال میں جامعہ حنفیہ غوثیہ سے مشہور ومعروف ہے۔ اس ادارہ سے ہزاروں علما، حفاظ، مفتیان کرام پیدا ہوئے جو آج ملک و بیرون ملک دینی ملی سماجی اور مسلکی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

اس تعلیمی قلعہ کا یہ نام مرشد اجازت حضور احسن العلماء علیہ الرحمہ نے تجویز فرمایا۔ آج آپ کی شب وروز کی انتھک کوششوں اور محنتوں کی بدولت جامعہ خوبصورت عالی شان عمارتوں پر مشتمل ہے۔ پہلی عمارت جو کہ دومنزلہ تھی ہر منزل تین بڑے کمروں پر مشتمل تھی، جسے آپ کے جامعہ حنفیہ سے چلے جانے بلکہ آپ کے وصال کے بعد منہدم کر کے ایک نئی عمارت بنائی گئی۔ دوسری عمارت جو مغربی جانب ہے سہ منزلہ ہے، ہر منزل میں ایک وسیع وعریض ہال ہے جس میں تقریبا ساٹھ ستر بچے بآسانی سما سکتے ہیں اور ہر ایک کے دونوں بازو میں دو کمرے ہیں۔ پہلی عمارت کے سامنے صحن جامعہ سے متصل لب سڑک عظیم الشان تین منزلہ مسجد حنفیہ ہے۔ آپ جس حجرہ میں قیام فرماتے اور اس کے برآمدہ پر کتابوں کا درس دیتے اور ملاقاتیوں سے ملاقات کرتے اس کے بالمواجہ تین منزلہ دارالحدیث کی تعمیر بھی مکمل ہو چکی ہے۔ بغل کی زمین خرید کر اس کے

بعض حصہ میں مطبخ تعمیر کیا گیا ہے اور کچھ حصہ ابھی خالی ہے۔ (صحن جامعہ میں حوض کے سامنے جانب جنوب برائے نام ایک اسکول بھی ہے جو نیپال و جاپان گورنمنٹ کے تعاون سے بنایا گیا ہے۔) مسجد کے جانب شمال سابق مکتب ہے جو دیواروں کے خستہ اور بوسیدہ ہوجانے کی وجہ سے از سر نو دومنزلہ عمارت میں تبدیل کردیا گیا ہے۔ اس میں محلہ کے طلبہ وطالبات کی تعلیم وتربیت کا انتظام ہے۔

یہ حضور شیر نیپال کے کارنامے اور خدمات کا ایک عظیم رخ ہے۔ جہاں مسجد کی پہلی چھت ڈھالنے پر پابندی تھی، جہاں اذان تو درکنار مائک سے تقریر کرنے پر بھی پابندی تھی آج وہاں آپ کی مجاہدانہ جدوجہد کے سبب تین منزلہ مسجد لوگوں کو دعوت نظارہ دے رہی ہے جس میں پانچوں وقت کی اذان مائک سے ہورہی ہے۔

۱۳۹۴ھ، مطابق ۱۹۷۴ء، ۲۰۳۱ بکرمی میں جب کاٹھمانڈو شاہی کشمیری مسجد کے منتظمین کے اصرار پیہم پر امام مقرر ہوئے اور چند ماہ تک یہاں امامت کے فرائض بحسن و خوبی انجام دیتے رہے۔ پھر ذوقعدہ ۱۳۹۵ھ، مطابق نومبر ۱۹۷۵ء، کارتک ۲۰۳۲ بکرمی میں کاٹھمانڈو شاہی کشمیری مسجد کی امامت سے بخوشی بر طرف ہوکر جنکپور میں آپ کا ورود ثانی ہوا جہاں آپ جیسے عظیم قائد کا بے صبری سے ہر خاص وعام انتظار کررہا تھا۔

بیعت وخلافت:

۱۳۹۰ھ، مطابق ۱۹۷۰ء، ۲۰۲۶ بکرمی میں حضور سید العلماء علیہ الرحمہ کے مقدس ہاتھوں پر بیعت کا شرف حاصل کیا۔ اور ۱۳۹۴ھ، مطابق ۱۹۷۴ء ۲۰۳۰ بکرمی میں حضور سید العلماء نے آپ کو تمام سلاسل کی اجازت وخلافت عطا فرمائی۔

حج وعمرہ:

۱۴۱۳ھ، مطابق ۱۹۹۳ء، ۲۰۵۰ بکرمی میں پہلا حج وعمرہ سے مشرف

ہوئے۔آپ نے پوری زندگی میں ایک حج اور سات عمرہ کئے۔

دعوت وتبلیغ:

ملک نیپال میں علم دین کی شمع جلانے کے لئے آپ کے استاذ محترم حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ نے آپ کا انتخاب فرمایا اور طریقت ومعرفت کی دیپ جلانے اور تصوف کا جام پلانے کے لئے حضور سید العلماء علیہ الرحمۃ نے چنا۔ان بزرگان دین کے علمی وروحانی وراثتوں کے جانشین وامین حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ نے پوری مستعدی اور تندہی کے ساتھ ان کے مشن اور دینی مقاصد کی اشاعت وتشہیر وتوسیع میں شب روز اپنی زندگی کے آخری ایام تک مصروف رہے۔اور دین متین کی دعوت وتبلیغ اور مسلک اعلیٰ حضرت اشاعت وتوسیع میں ایک دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔

آپ نے خدمت دین متین اور مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج واشاعت کو اپنی زندگی کا نصب العین بنایا۔آپ کو اردو، فارسی اور عربی تینوں زبانوں پر عبور حاصل تھا۔اور لکھنے کا انداز بھی غضب کا تھا۔فتاویٰ برکات کو قرآن واحادیث، فقہی جزئیات اور اقوال صالحہ سے ایسا مزین فرمایا ہے کہ دیکھنے سے امام اعظم ابوحنیفہ کی یاد تازہ ہوجاتی ہے۔ردوہابیہ میں اپنی مثال آپ تھے۔آپ کی طرز نگارش پر زمانہ قربان ہے۔متعدد کتابیں آپ نے تصنیف کی ہیں جن میں فتاویٰ برکات دس جلدوں میں ہے، آٹھ حصے چھپ چکے ہیں نواں حصہ پر بھی مکمل کام کر کے نائب حضور شیر نیپال دامت برکاتہم القدسیہ کے حوالے کر دیا گیا جبکہ دسواں حصہ پر ابھی کام باقی ہے۔میدان مناظرہ کے بھی آپ شہسوار تھے اور کئی مناظرہ بھی کر چکے ہیں۔آپ نے تحریر وتقریر کے ذریعہ ملک نیپال اور ہندوستان کے مختلف مقامات پر قابل قدر وفخر خدمات انجام دی ہیں، علما کا جو قافلہ تیار کر کے ملک کے اطراف میں ترائی سے لے کر پہاڑ کی وادیوں اور گھاٹیوں تک پھیلا کر دین کی اشاعت اور مسلمانوں کے ایمان وعقیدے کی حفاظت کا جو فریضہ

انجام دیا ہے اسے رہتی دنیا تک یاد رکھا جائے گا اور انصاف پسند اور حقیقت بیں آپ کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کرتے رہیں گے۔

علمی کمال:

اللہ تعالیٰ نے آپ کو مروجہ بیشتر علوم وفنون میں کامل دسترس عطا فرمائی تھی اور الحمد للہ ملک و بیرون ملک کے علماء و مشائخ کے نزدیک آپ کی علمی شخصیت مسلم ہے۔ پورے ملک نیپال میں آپ اپنے علم وفضل اور تقویٰ طہارت میں مثال کے طور پر پیش کئے جاتے ہیں۔ آج بھی پورے نیپال میں آپ ہی کے میکدۂ علم وعرفان سے جام وسبو حاصل کرنے والوں کی کثرت ہے اور سب ایک سے ایک متبحر عالم دین بن کر ملک و بیرون ملک میں دینی ملی خدمات انجام دینے میں شب وروز مصروف ہیں۔ میں اپنی معلومات کی روشنی میں اور جہاں تک علمائے نیپال کے احوال وکوائف اور ان کی حیات کی کتابوں کا مطالعہ کیا ہے اس روشنی میں یہ کہنے میں ذرہ برابر باک محسوس نہیں کرتا کہ آپ جیسا علم وعمل کا پیکر اور تقویٰ وطہارت کا مجسم نہیں دیکھا۔ آپ تمام کمالات وخوبیوں میں ہر اعتبار سے منفرد و بے نظیر تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے شمار خوبیوں اور اوصاف حمیدہ سے سرفراز فرمایا تھا اور بہت سی خوبیوں میں بے مثال و یگانہ بنا کر صالحین کاملین کی صفوں میں ممتاز ونمایاں بنایا۔

مقبولیت:

اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کو قبولیت فی الارض کا مقام ومرتبہ عطا فرمایا تھا، عباقر علما و مشائخ کے نزدیک معتبر ومستند تھے اور قدر واحترام کی نگاہوں سے دیکھے جاتے تھے۔ آپ کی مقبولیت کا عالم یہ تھا کہ جس راستے سے آپ کا گذر ہوجائے، جس علاقہ میں آپ تشریف لے جاتے وہاں عقیدت مندوں کا ہجوم ہوجاتا، لوگ جوق در جوق آپ کی زیارت کرنے کے لئے پہنچ جاتے۔

حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی اہل علم اور ارباب دانش کے مابین مقبولیت ہی کہئے کہ جب آپ کا وصال ہوا تو عوام کو بھی رنج وغم ہوا اور اہل علم و دانش بھی آپ کے وصال پر بیح رنجیدہ وغمگین ہوئے، ہر ایک کو آپ کی رحلت پر بیحد قلق و افسوس ہوا اور سبھوں نے آپ کی رحلت کو ملت اسلامیہ کے لئے عظیم نقصان اور نا قابل تلافی خسارہ محسوس کیا۔ یہی وجہ کہ ملک و بیرون ملک کے جامعات و خانقاہوں سے تعزیت نامہ موصول ہوئے جن میں جہاں آپ کے انتقال پر ملال پر افسوس کا اظہار ہے وہیں آپ کی بارگاہ میں خراج عقیدت بھی اور آپ کی شخصیت وعظیم المرتبت ہستی کا اعتراف بھی، جو آج بھی ان تعزیت ناموں میں دیکھا جاسکتا ہے اور پڑھا جاسکتا ہے۔

حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ سے آپ کے پیر و مرشد، آپ کے اساتذہ اور وقت کے بڑے بڑے اہل علم و دانش بیحد محبت فرمایا کرتے تھے اور آپ کی موجودگی کو اہل اسلام کے لئے ایک عظیم نعمت تصور فرماتے تھے۔ قائد اہل سنت علامہ ارشد القادری، حضور بحر العلوم علامہ مفتی عبد المنان اعظمی، مفکر اسلام علامفہ مفتی عبد المبین نعمانی چریاکوٹ، خیر الاذکیا علامہ محمد احمد مصباحی جامعہ اشرفیہ مبارکپور، سید ملت حضور نظمی میاں، مارہرہ شریف، امین ملت حضور امین میاں مارہرہ شریف، محدث جلیل علامہ سید عارف میاں بریلی شریف، تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خان بریلی شریف، شیر بہار علامہ مفتی محمد اسلم رضوی مظفر پور، شمس الاولیا حضرت علامہ مفتی محمد شمس الحق باڑا لہوریا بہار، مفتی اعظم مہاراشٹر علامہ مفتی محمد اشرف رضا قادری، قائد ملت حضرت حافظ سعید حسین نوری بمبئی، صدر العلما علامہ تحسین رضا بریلی شریف، نبیرہ اعلیٰ حضرت حضرت منانی میاں وسمنانی میاں بریلی شریف، جمال ملت حضرت علامہ جمال میاں بریلی شریف، حضرت سید شاہ گلزار اسمعیل واسطی قادری رزاقی مسولی شریف، مفتی اعظم کیرالا حضرت شیخ ابو بکر ملیباری کیرالا، محدث کبیر حضرت علامہ ضیاء المصطفی قادری

گھوسی، اشرف العلما حضرت علامہ مفتی محمد اشرف القادری نیپنی شریف، مفتی اعظم ہالینڈ علامہ مفتی عبد الواجد قادری دربھنگہ وغیرہم علماء و مشائخ کرام آپ سے بیحد محبت فرماتے تھے اور آپ کی علمی خدمات وشخصیت سے کافی متاثر ومسرور تھے۔

بدمذہبوں کا ردوتعاقب:

نبی کے عشق میں سر شار ہوکر
خوب رد بد مذہباں کیجئے

حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی خدمات جلیلہ کا ایک سنہرا باب بدمذہبوں اور اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کرنے والوں کا رد ہے۔ زبردست انداز میں تحریر وتقریر کے ذریعہ رد فرما کر مسلمانوں کو بدعقیدوں کی صحبت سے متنفر و دور کرتے رہے اور اللہ ورسول جل جلالہ و ﷺ کی محبت کا چراغ ان کے دلوں میں جلاتے رہے۔ رد بد مذہباں کی ایک جھلک آپ کی درج ذیل طویل عبارت میں ملاحظہ کر سکتے ہیں۔ آپ بدعقیدوں کا رد بلیغ کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

''حضور پرنور دافع شرور شفیعنا یوم النشور کی تعظیم وتوقیر، اعزاز واکرام، عزت و عظمت تمام پر واجب ولازم ہے۔ اور آپ کی تنقیص وتحقیر کفر وزندقہ اور شان گھٹانے والا تنقیص کرنے والا ایسا کافر و مرتد اور زندیق کہ جو اس کے کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر و مرتد اور واجب القتل۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے لے کر آج تک سارے علماء اور ائمہ فتویٰ کا اس پر اتفاق ہے۔ اب گنگوہی، تھانوی، انبیٹھوی اس کے ساتھ نانوتوی سرگروہ اولیاء شیطان کا حکم شرعی واضح لفظوں میں سنئے ''یہ لوگ اپنے اقوال مذمومہ اور کلمات قبیحہ اور الفاظ مردودہ ملعونہ کفریہ کے باعث ایسے کافر ومرتد ہیں کہ جو شخص بھی ان کے کفریات پر مطلع ہونے کے بعد ان کو مسلمان جانے ،ان کے کافر ہونے میں شک یا انہیں کافر کہنے میں توقف کرے وہ بھی کافر و مرتد

ہوجائے گا۔ان دیوبندی پیشواؤں کے بارے میں نام بنام فتاویٰ حسام الحرمین اور الصوارم الہندیہ میں تقریباً تین پونے تین سو علمائے عرب وعجم حل وحرم کا متفقہ فتویٰ ہے۔ تفصیل ان کتابوں میں ملاحظہ فرمائیں۔

چونکہ ان دین کے دشمنوں، گستاخوں بدمذہبوں، بددینوں نے سرور کائنات فخر موجودات علیہ الصلوات والتسلیمات کی شان پاک میں گستاخانہ، ناروا، نازیبا کلمات لکھے اور چھاپے، کھل کر سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تحقیر وتوہین کی۔اس لئے حامی ملت، ماحی کفر وضلالت، اعلیٰ حضرت مجدد مذہب اہل سنت فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا نے ان بدگویوں، دشنامیوں پر قرآنی، ایمانی، حقانی فیصلہ صادر فرمایا اور حکم شرعی سنایا کہ یہ مذکورہ اشخاص اپنے کلمات خبیثہ کفریہ کے سبب کافر ومرتد ہیں۔اور جو شخص ان کے کفریات سے آگاہ ہوکر ان کو مسلمان جانے یا ان کے کافر ہونے میں شک کرے یا انہیں کافر کہنے میں تامل کرے تو وہ بھی کافر۔ اس شرعی فیصلہ کو سن کر دیوبندیوں کو چاہئے یہ تھا کہ اپنے کتاب سے ان کفری عبارتوں کو محو کر کے توبہ کرنا مگر یہ نہ کر کے شور وہنگامہ شروع کر دیا، نہ خداوند ذوالجلال کا خوف رکھا اور نہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے شرمایا آسمان سر پر اٹھالیا۔گالیوں کا بازار گرم کر دیا جابجا جلسہ جلوس کئے۔اشتہارات چھاپے گندے الزامات لگائے کہ وہ مکفر مسلمین ہے بلاوجہ مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں۔ان کتابوں میں توہین کے الفاظ نہیں یہ غلط کہتے ہیں تو امام اہل سنت اعلیٰ حضرت محدث بریلوی نے مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت کی۔المعتمد المستند ۱۳۲۰ھ میں تحریر فرمائی۔ پھر بھی ان کفری عبارتوں کو اسلامی بنانے پر آمادہ نہ ہوئے۔اور شور غوغا بدستور جاری رکھا اور وہی پرانی آلاپ کہ صرف ان کا فتویٰ ہے۔ ۱۳۲۳ھ میں اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت علیہ الرحمہ حرمین شریفین زادہما اللہ شرفا وتکریما کی زیارت سے مشرف ہوئے ،اسی مبارک سال میں ''المعتمد المستند'' پر مکمل اتفاق کرتے ہوئے بڑی فراخ دلی کے ساتھ تقریظیں لکھیں

اور نانوتوی، گنگوہی، انبیٹھوی، تھانوی، قادیانی کے بارے مین فرمایا کہ یہ لوگ کافرو مرتد ہیں۔ اور فرمایا ''من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر'' یعنی جو ان کے کفریات پر مطلع ہوکر ان کے کافر ہونے اور معذب ہونے میں شک کرے وہ بھی بلاشک وشبہ کافر پھر فرمایا عوام کو دھوکہ دینے والے مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے والے گمراہ اور گمراہ کرنے والے اسلام میں ان کا نام ونشان کچھ نہیں، ان کا نہ روزہ قبول، نہ نماز، نہ زکوٰۃ، نہ حج، نہ کوئی فرض، نہ نفل کھلے کافروں سے ان کا نقصان زیادہ اور سخت۔ ظاہر مزین اور باطل خباثتوں سے مملوء، عوام مسلمانوں پر سخت خطرہ او راندیشہ۔ اللہ عزوجل سے دعا ہے کہ تمام مسلمانوں کو ان کافروں گمراہ گروں کے عقائد باطلہ فاسدہ سے بچائے۔ آمین! او کما قالو انہیں مقدس تقاریظ کے مجموعہ کا نام ''حسام الحرمین علی منحر الکفر والمبین'' ہے جو ۱۳۲۴ھ میں اردو ترجمہ کے ساتھ اور ۱۳۲۶ھ میں تمہید ایمان کے ساتھ منظر عام پر جلوہ گر ہوا۔ تا کہ یہ لوگ ہدایت پائیں، نصیحت حاصل کریں، غور وفکر کریں اور اپنی کفریات سے توبہ کریں۔

مگر ہٹ دھرمی کا برا ہو اپنی ضد پر اڑے رہے، اتہام طرازی افترا پردازی میں مصروف ہوگئے۔ بولے دھوکہ اور فریب دے کر علمائے الحرمین سے فتویٰ حاصل کیا ،عبارت میں ٹ قطع برید کیا ہے۔ ہماری کتاب اردو میں وہ اردو نہیں جانتے۔ طرح طرح سے عوام کو فریب دے کر اندھیرے میں رکھا ،نہ توبہ کیا نہ گندی عبارتیں مٹائیں بلکہ اس کے بعد گالی نامہ ایک کتاب ''الشہاب الثاقب'' شائع کی جس میں جی بھر کر اہل سنت کے زبردست محسن ،محافظ دین متین ،اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کو گالیاں دیں۔ کوّا خوروں نے حسام الحرمین کی اشاعت پر کائیں کائیں کا گلی گلی شور مچانا شروع کردیا کہنے لگے چند لوگوں نے غلط تصدیق کی ہیں۔ تو پھر مسلمانوں اور ان کو متنبہ کرنے کے لئے شیر بیشہ اہل سنت نے حسام الحرمین پر علمائے ہند و سندھ بلکہ ہندوستان بھر کے مشاہیر علمائے ومشائخ سے تصدیق حاصل کیں۔ بالاتفاق دوسواڑسٹھ

علمائے ربانیین نے فرمایا کہ حسام الحرمین حق ہے، صحیح ہے، درست ہے۔ بلا شک وشبہ رشید احمد گنگوہی، خلیل احمد انبیٹھی، اشرفعلی تھانوی، قاسم نانوتوی اپنے ان کفریات واضحہ صریحہ قابل توجیہ تاویل کی بنا پر ضرور کفار و مرتدین وملعونین ہیں۔ ایسے جو ان کی کفریات پر مطلع ہو کر بھی ان کے کفریات میں شک کرے اور انہیں کافر نہ جانے تو خود کافر۔ مسلمان پر احکام حسام الحرمین کا ماننا فرض قطعی ضروری اور ان کے مطابق عمل کرنا۔ حکم شرعی لازم حتمی انتہی۔ ابوالکلام بھی انہیں دیوبندیوں کا ساتھ اور قرآن عظیم کا مکذب ومحرف ہے۔ عیسے علیہ السلام کے صاحب شریعت ہونے کا منکر اور جو ایسا ہو وہ خود بحکم قرآن کافر ونامسلمان۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ششم ص ۱۴ ملخصا)

ان لوگوں کے اسلامی خدمات اور اسلام کی اشاعت کی مختصر جھلیکاں دیکھ لی۔ ان کے یہاں کفر اسلام ہے اور اسلام کفر۔ برعکس نام نہند کافر والا معاملہ ہے۔ خود بے ایمان ہے اور دوسروں کو بے ایمان بناتے ہیں اور اس کو اسلام کی اشاعت کہتے ہیں۔ معاذ اللہ رب العلمین بجاہ سید المرسلین علیہ وعلیٰ آلہ و اصحابہ الصلوات و التسلیمات۔ آمین آمین! رہا پھلواری والوں کا حال تو یہ بھی انہیں اشخاص مذکورہ کے ساتھی پراتی ہیں۔ انہیں کی طرح یہ بھی دائرۂ اسلام سے خارج ہیں، یہ لوگ پیری، مریدی کے ہرگز ہرگز لائق نہیں، ان سے دانستہ مرید ہونا کافر ہونا ہے۔ معاذ اللہ!

(فتاویٰ برکات)

باسوپٹی مناظرہ میں حضور شیر نیپال کا خطاب برق بار:

1973ء میں دو وہابی مولویوں نے نیپال اور اس سے متصل بہار کے علاقوں میں بدعقیدگی کی اودھم مچا رکھی تھی کہ اللہ کی پناہ، لوگ پریشان تھے اور ان کے جال و چال میں کچھ بھولے بھالے لوگ پھنس رہے تھے، مگر مجاہد سنیت، قاطع نجدیت حضور شیر نیپال مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی علیہ الرحمہ نے معلوم ہوتے ہی ان کی گوشمالی کی

تدبیر شروع فرمادی، ان وہابی مولویوں کو انجام تک پہنچانے کے لئے پوری تیاری فرمالی اور پھر عوام وخواص کے جوش و امنگ سے مناظرہ کی تاریخ طے ہوگئی جس میں وہابی مولویوں کو شکشت فاش ہوئی اور شیران اہل سنت کا مقابلہ کرنے کی ہمت نہیں کر سکے۔ اس موقع پر جب وہابی مناظر بحث ومناظرہ کے لئے بل سے سامنے نہیں آئے تو حضور شارح بخاری اور حضور شیر بہار علیہما الرحمہ کے خطاب پر مغز کے بعد حضور شیر نیپال نے گرج کر خطاب فرمایا، وہابیوں کو للکارا، ان کی مکاریوں سے پردہ ہٹایا اور پھر ناصحانہ انداز میں سنی مسلمانوں سے خطاب فرمایا، انہیں نصیحت کی اور وہابیوں سے دور رہنے کی تلقین وتاکید فرمائی۔ آپ نے جو خطاب فرمایا اس موقع سے اسے آپ کے خلیفہ فاتح نیپال گنج مولانا عبدالجبار منظری صاحب نے اپنی کتاب نقوش حیات میں تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا ہے اور مناظرہ کے پس منظر و پیش منظر کو دلکش اسلوب اور جاذب پیرایہ میں بیان فرمایا ہے۔ آپ کا وہ خطاب پربہار و برق بار ملاحظہ کریں۔ منظری صاحب لکھتے ہیں:

''بعدہٗ حضرت شیر نیپال نے میلاد النبی ﷺ پر قرآن وحدیث کی روشنی میں پُر مغز ومدلل تقریر فرمائی، حضرت کی پوری تقریر آیات قرآنی سے مزین ومبرہن تھی۔ میلاد کے موضوع پر حضرت شیر نیپال کی زبانی سنی ہوئی آیات قرآنی آج بھی میرے ذہن میں محفوظ ہیں، طوالت کی وجہ سے رقم نہیں کر رہا ہوں۔ حضرت شیر نیپال کبھی اسوۂ صحابہ پیش فرماتے، کبھی اقوال محدثین ومفسرین بیان فرماتے، کبھی صاحب ترمذی کا تذکرہ فرماتے کہ امام ترمذی نے اپنی کتاب جامع ترمذی میں ایک باب میلاد النبی ﷺ کا قائم فرما کر ان وہابیوں کو منہ توڑ جواب دیا ہے، میلاد النبی ﷺ کو بدعت کہنے والو! اور اپنے کو اہل حدیث ہونے کا دعویٰ کرنے والو! لگاؤ فتویٰ امام ترمذی پر کہ امام ترمذی نے بدعت کیا؟ حرام کیا؟ کہ میلاد النبی کا باب قائم کیا۔ اگر تمہیں

ہمت ہے تو لگاؤ فتویٰ پھر دیکھو علمائے اسلام تمہاری کس طرح خیریت لیتے ہیں۔ پھر حضرت شیر نیپال وہابیوں کی پیدائش بیان کرنے لگے اور مسلمانوں کو باخبر کیا کہ وہابیت غیر مقلدیت خود بدعت سیہ ہے، شیخ اسماعیل دہلوی کے پیروکار ہیں اور شیخ دہلوی امام الوہابیہ غیر مقلد خود شیخ ابن عبدالوہاب نجدی کے عقائد وافکار ونظریات کے متبع ہے۔ شیخ نجدی کی ''کتاب'' ''التوحید'' کا اردو ترجمہ تقویۃ الایمان نامی کتاب شیخ اسماعیل دہلوی کی ہے، عقائد ونظریات میں شیخ ابن تیمیہ ولادت ۶۲۱ھ/ وفات ۷۲۸ھ اور شیخ ابن عبدالوہاب نجدی ولادت ۱۱۱۵ھ/ وفات ۱۲۰۶ھ کے متبع اور پیروکار ہیں۔

یہ غیر مقلدین وہابیہ تقلید ائمہ کو شرک کہتے ہیں اور اپنے ان افکار ونظریات میں شیخ ابوسلیمان بن داؤد علی ظاہری ولادت ۲۰۲ھ م ۸۱۵ء وفات م ۸۸۳ء/ ۲۷۰ھ کے متبع ہیں، یہ اپنے کو اہل حدیث کہنے والوں کی جماعت ہے، غیر مقلدین وہابیہ خود بدعت سیہ ہیں، اتحاد بین المسلمین کو پارہ پارہ کرر ہے ہیں اور دین کے نام پر بے دینی پھیلا رہے ہیں۔ مخبر صادق ﷺ نے ایسے ہی کے بارے میں فرمایا ہے ''اہل البدعۃ کلاب اہل النار'' لہٰذا مسلمانو! ایسی جماعتوں سے دور رہو اور ان کو اپنے سے دور رکھو مسلمانو! اگر تم نے اپنے آقا و مولیٰ ﷺ کی باتوں پر عمل نہیں کیا اور ان کو تم نے اپنے قریب آنے دیا تو یہ تمہیں گمراہ کردیں گے اور فتنہ میں ڈال دیں گے۔ آج پوری دنیائے اسلام چاروں ائمہ میں سے کسی نہ کسی امام کا مقلد ہے، کوئی حنفی ہے امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمہ کا مقلد، تو کوئی شافعی ہے، تو کوئی مالکی ہے، کوئی حنبلی ہے، یہاں تک کہ سعودی وہابی بھی اپنے کو حنبلی کہتا ہے وہ اپنے کو اہل حدیث غیر مقلد نہیں کہتا ہے۔ یاد رکھو! ان وہابیوں کا شجرۂ ملعونہ ہندو پاک و نیپال اور متصل ممالک میں شیخ اسماعیل دہلوی سے شروع ہوا اور وہ شیخ نجدی ابن عبدالوہاب سے لیا اور وہ شیخ ابن تیمیہ سے اور وہ شیخ ابوسلیمان بن داؤد علی ظاہری متوفی ۳۰۷ھ کے افکار ونظریات کا مقلد ہوا اور تقلید ائمہ کو

شرک کہا۔ لہٰذا مسلمانو! تم ہوشیار رہنا یہ ہمارے اکابر علمائے کرام جو منبر نور پر جلوہ افروز ہیں، دور دراز سے سفر کر کے تمہارے ایمان کی حفاظت کے لئے آئے ہیں، یہ احقاق حق اور ابطال باطل کے لئے آئے ہیں، جن کی نورانی صورتوں کو دیکھ کر آپ حضرات سامعین کرام نے فیصلہ سنا دیا ہے کہ یہ اہل حق کی جماعت ہے، حق ان کے ساتھ ہے، ایک مٹھی وہابی چمگادڑ کی جماعت ہے، مناظرہ ہو چکا اہل حق اہل سنت و جماعت کو اللہ تعالیٰ نے فتح مبین عطا فرمائی اور وہابیوں کو شکست فاش ہوئی، یہ آپ ہی حضرات کا فیصلہ ہے اس پر قائم رہنا۔''

(نقوش حیات مصنفہ: مولانا عبد الجبار منظری)

مرشد کی صحبت کا فائدہ:

مرشد اپنے مرید کے ظاہر کو معمور اور باطن کو روشن کرتا ہے، نفوس متکدرہ کو مزکی و مصفی کر کے ان دنائس وخسائس سے پاک کرتا ہے جو التفات الی اللہ کے لئے حاجز ہوتے ہیں۔ پہلے مشائخ مرید کرنے میں غایت درجہ احتیاط برتتے تھے اور جلد کسی کو مرید نہیں کرتے۔ کیونکہ مریدی کا مقصد اصلی یہ ہوتا ہے کہ مرشد اپنے مرید کو ماسوی اللہ سے جدا اور علیحدہ کر کے ذکر اللہ میں مشغول کر دے اور مرید دنیا اور دنیا داروں سے اپنا تعلق منقطع کر لے، مگر یہ چیز فی زمانہ مفقود و ناپید ہے۔ مگر اتنا تو ضرور ہے کہ جو شخص کسی پیر کامل کے ہاتھوں پر بیعت ہو جاتا ہے، وہ حتی الامکان گناہ کبیرہ اور بدعقیدگی سے دور رہ کر اہل سنت کے عقائد پر گامزن رہتا ہے اور ساتھ ہی نماز پنج وقتہ باجماعت کی پابندی بھی کرتا ہے۔ حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اخبار الاخیار مترجم ص ۷۵ پر بعض متأخرین صوفیاء کی طرف نسبت کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں'' مرید کے لئے ہر وقت توبہ واستغفار کرنا ضروری ہے اور توبہ واستغفار کے ہوتے ہوئے گناہ نہیں لکھا جاتا۔ یہ مطلب نہیں کہ گناہ اس سے بالکل سرزد نہ ہو۔ اسی وجہ سے مشائخ

کرام اپنے مریدوں کو سوتے وقت استغفار کی تاکید کرتے ہیں، تاکہ دن بھر وہ گناہ جو ابھی تک رحمت الٰہی کی وجہ سے نہیں لکھے گئے ہیں کتابت وظہور میں نہ آئیں‘‘۔اس لئے جولوگ اب تک کسی وجہ سے مرید نہیں ہوئے ہیں وہ کسی متبع کتاب وسنت جامع شرائط پیر سے بیعت ہوجائیں۔روح البیان ج ا ص ۲۳۸ میں ہے کہ ’’فلا بدللعبد من دلیل ومرشد یھتدی بہ الی مقصودہ ومن لم یکن لہ شیخ فشیخہ الشیطان‘‘

عارف باللہ حضرت مولانا روم علیہ الرحمہ نے اپنی مثنوی میں لکھا ہے کہ اپنے پیرو مرشد کے پروں کے بغیر اڑنے کی کوشش نہ کرو، ورنہ ذلت وخواری سے دوچار ہوگے۔ اور اگر پیرومرشد سے وابستہ ہوگے تو پیرومرشد کی مدد اور لشکر کا پتہ چلے گا۔ ؎

مپر الا کہ با پر ہائے شیخ
تا بہ بینی عون و لشکر ہائے شیخ

نیز مرشد کی صحبت ومعیت اور نظر کرم سے منازل معرفت طے ہوتے ہیں، مراتب و درجات بلند ہوتے ہیں، گوہر مراد حاصل ہوتے ہیں، معرفت خداوندی میسر ہوتی ہے اور اسرار ورموز کے مقفل دروازے کھلتے ہیں۔حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں ’’میں چالیس سال تک اپنے پیرومرشد کے دروازے پر کھڑا رہا رہوں تب جاکر اس چشم کرم نے سرفراز کیا‘‘۔ اللہ تعالٰی ارشاد فرماتا ہے ’’یایھا الذین آمنوا اتقوااللہ و کونوا مع الصادقین‘‘ (سورہ توبہ ۱۱۹) اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہوجاؤ۔حضور سرور کائنات ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالٰی فرماتا ہے ’’ ھم القوم لا یشقی بھم جلیسھم ‘‘ محبوبان خدا ایسے لوگ ہیں کہ ان کے پاس عقیدت وارادت سے بیٹھنے والا بدبخت نہیں رہتا۔مولانا روم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ مثنوی میں فرماتے ہیں ؎

صحبت صالح ترا صالح کند　　صحبت طالح ترا طالح کند

ہر کہ خواہد ہم نشینی با خدا او نشیند در حضور اولیاء

مگر کچھ لوگ ایسے ہیں جو مرشدوں اور شرعی پیروں پر تنقید کرتے ہوئے اور جلسوں میں انہیں لعن وطعن کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔اور بولتے ہیں کہ پیروں سے دین کا کام نہیں ہوتا۔اس طرح سے وہ پیروں اور صوفیوں کے متعلق لوگوں کے دلوں میں بدگمانی پیدا کرتے ہیں۔ہاں ان پیروں کے بارے میں صحیح ہے جو غیر شرعی کام کرتے ہیں، مصنوعی پیر ہیں، جن کا عمل شریعت وسنت کے خلاف ہے۔جیسے کچھ لوگ ہر انگلی میں انگوٹھی پہنے ہوتے ہیں، کاندھے سے نیچے تک زلفیں لٹکائے ہوتے ہیں، چرس، بھانگ وغیرہ غیر شرعی اور ناجائز وحرام کاموں میں ملوث رہتے ہیں۔یہ لوگ تو شرعا پیر ہیں ہی نہیں۔حال ہی میں (محرم ۱۴۳۸ھ) کی بات ہے ایک مولانا سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے نیپال کے علما میں اختلافی حالات کو دیکھتے ہوئے کہا کہ ایسا نہیں ہے ہم کسی عالم دین کو نہیں مانیں گے تو مسلمان نہیں رہیں گے۔غوث کو، خواجہ کو، اعلیٰ حضرت کو نہیں مانیں گے تو ہم مسلمان نہیں رہیں گے؟۔ہم نے ادب کے ساتھ ان جناب سے عرض کیا حضرت آپ کا یہ کہنا درست نہیں ہے۔ان بزرگوں نے ہمارے ایمان واسلام کی حفاظت فرمائی اور ان کا کرم ہے کہ آج ہم تک اسلام پہنچا اور مسلک اعلیٰ حضرت تو اس کی سنیت کی پہچان ہے پھر آپ کا جملہ کہاں تک درست ہے۔اس طرح کی بولی نہ بولیں ورنہ علماء وصلحا کی صحبت سے دور ہوتے جائیں گے اور فساق وفجار کی صحبت میں رہنے لگیں گیں جس کا نتیجہ کیا ہوگا وہ تو آپ جانتے ہیں۔ہم نے آپ ان آیات واحادیث کا کیا جواب دیں گے جن میں علماء کی صحبت اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور اس کا فائدہ بھی بتایا گیا ہے اور ان کی خدمت میں حاضر ہوکر ان کی باتوں کو سننے کی تاکید کی گئی ہے اور اس کی فضیلت بھی بیان کیا گئی ہے۔مثلاً:

(۱) یا ایها الذین آمنو ا اتقو اللّٰہ و کونو ا مع الصادقین۔

(۲) العالم یحب ان یجلس الیه۔

(کنز العمال ج ۱۰ ص ۱۸۵، عن ابی ھریرۃ)

(۳) کلمة حکمة یسمعها الرجل خیر له من عبادة سنة و الجلوس ساعة عند مذاکرة العلم خیر من عتق رقبة۔

(ایضا ص ۱۷۷ عن ابی ھریرۃ)

(۴) عالم ینتفع به خیر من الف عابد (ایضا ص ۱۷۵ عن علی)

میں نے کہا حضرت اس سے لوگوں میں علما بیزاری کا ماحول پیدا ہوگا، لوگ علماء سے دور ہوکر دینی فائدوں سے دور ہوجائیں گے اور اخروی منفعت (شفاعت) سے محروم ہوجائیں گے۔ ان کی تعظیم و توقیر کی بجائے توہین و تذلیل کرنا شروع کردیں اور یہ ماحو اس وقت بھی موجود ہے جو سراسر احادیث کے خلاف ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

☆ اکرموا العلماء ووقروهم۔

(کنز العمال ج ۱۰ ص ۱۷۴ عن ابی الدرداء)

☆ مجالسة العلماء عبادة (ایضا ص ۱۴۸ عن ابن عباس)

☆ البرکة مع اکابر کم اهل العلم (ایضا عن ابن عباس)

☆ یبعث العالم و العابد فیقال للعابد ادخل الجنة ویقال للعالم اثبت حتیٰ تشفع بما احسنت ادبهم۔ (ایضا ص ۱۷۳ عن جابر)

اس کے بعد انہوں نے کہا غلطی ہوگئی میرا مقصد یہ نہیں تھا کہ علما کی صحبت سے دور کیا جائے۔ میں نے کہا ٹھیک ہے حضرت اس طرح کی باتوں سے احتراز کریں خاص طور پر عوام کے سامنے ایسی باتیں نہ کریں۔

آداب مرید:

(۱) مرید پر ضروری ہے کہ وہ اپنے پیرومرشد کی خدمت دل وجان سے کریں اور مکمل خلوص کے ساتھ۔

(۲) پیرومرشد کے حکم کی خلاف ورزی کریں نہ حکم عدولی کریں، کیونکہ شیخ کامل اسی بات کا حکم دے گا جو شریعت کا حکم ہوگا تو پھر کیوں نہ اس کی تعمیل کی جائے گی؟۔

☆ حضرت جعفر جلدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ایک مرید خاص علوی جو ہمیشہ آپ کی خدمت میں رہا کرتے تھے، انہوں نے ایک رات جب اپنے گھر جانے کے لئے آپ سے اجازت چاہی تو آپ نے فرمایا کہ آج ٹھہر جاؤ کل چلے جانا۔لیکن انہوں نے از راہ ادب کوئی جواب نہیں دیا۔ کیونکہ ان کا ارادہ یہ تھا کہ رات کو گھر پہنچ کر مرغ پکا لیا جائے تا کہ صبح کو اہل وعیال کے لئے کھانے کا انتظام ہو سکے۔لیکن جب آپ کے حکم کے بعد یہ خیال آیا کہ اگر میں ٹھہر گیا تو اہل وعیال میرے انتظار میں بھوکے رہ جائیں گے۔اس خیال سے انہوں نے پھر دوبارہ اجازت طلب کرتے ہوئے عرض کیا کہ مجھے گھر پر ایک ضروری کام ہے اس لئے جانا چاہتا ہوں۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا کہ تمہیں اختیار ہے چنانچہ انہوں نے گھر پہنچ کر مرغ پکانے کے بعد جب اپنی بچی سے کہا کہ سالن کی دیگچی چولہے پر سے اتار لاؤ تو وہ بیچاری دیگچی سمیت گر پڑی، جس کی وجہ سے تمام سالن بھی زمین پر گر گیا۔لیکن انہوں نے کہا کہ زمین پر گرا ہوا سالن اٹھالو، گوشت کو دھو کر کھالیں گے۔ دریں اثنا ایک کتا آیا اور زمین پر گرا ہوا سالن کھا گیا۔ یہ دیکھ کر انہیں بہت صدمہ ہوا اور اس خیال کے تحت کہ سالن سے تو محرومی ہو ہی چکی ہے اب مرشد کی صحبت سے کیوں محروم رہوں۔آپ کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور جب وہاں پہنچے تو شیخ نے فرمایا کہ اے جعفر جو شخص صرف ایک گوشت کے ٹکڑے کے لئے شیخ کو صدمہ پہنچاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا گوشت کتوں کو کھلا دیتا ہے۔ یہ سن کر وہ بہت متاثر

ہوئے اور حکم عدولی سے ہمیشہ کے لئے تائب ہوگئے۔

(تذکرۃ الاولیاص ۳۵۰)

(۳) پیر کی اطاعت قلب خالص سے کرے کیونکہ مخلص و مطیع مرید کی وقعت پیر کی نظر زیادہ ہوتی ہے۔

☆ حضرت عبداللہ عفیف رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے مریدین میں دوافراد کا نام احمد تھا لہذا دونوں میں امتیاز کی غرض سے ایک کو احمد کہہ اور دوسرے کو احمد مہ کے نام سے پکارا جاتا تھا۔لیکن آپ کع احمد کہہ سے زیادہ رغبت تھی ۔ جب کہ احمد مہ عبادت وریاضت میں احمد کہہ سے کہیں زیادہ تھے اور یہ بات تمام مریدین کو ناگوار خاطر بھی تھی کہ آپ زیادہ عابد وزاہد سے محبت کیوں نہیں کرتے ؟ چنانچہ آپ نے مریدین کے احساسات کو محسوس کرتے ہوئے ایک اجتماع عام میں احمد مہ سے فرمایا کہ جا کر اونٹ کو چھت پر باندھ دو،لیکن اس نے عرض کیا کہ چھت پر اونٹ کیسے چڑھ سکتا ہے؟ پھر جب آپ نے احمد کہہ کو حکم دیا تو وہ آمادہ ہوگیا اور اونٹ کو دونوں ہاتھوں سے اوپر اٹھانے کی کوشش کی،لیکن اونٹ میں حرکت تک نہ ہوسکی۔ یہ دیکھ کر آپ نے فرمایا کہ ظاہر و باطن میں یہی فرق ہوتا ہے احمد کہہ قلب سے میری اطاعت کرتا ہے اور احمد مہ صرف ظاہری عبادت پر نازاں ہے۔(تذکرۃ الاولیاص ۳۲۱)

(۴) مرید اپنے پیر کی خدمت کو لازم جانے اور ان کی صحبت کو غنیمت تصور کرے۔

(۵) جب کوئی مرید اپنے پیر کی خدمت اپنا طریقہ بنالے تو پھر ان کی سختی پر صبر کرے اور عہد کرے کہ وہ ان کی خدمت میں اپنی روح تک خرچ کردے گا۔

(۶) پیر اگر سختی سے پیش آئیں تو مرید ان سے اور زیادہ نیکی و حسن سلوک اور تواضع سے پیش آئے اور ان کی اور زیادہ خدمت کرے۔

(۷) پیر کے کسی قول وفعل پر اعتراض نہ کرے کہ خطاء بزرگاں گرفتن خطاءست۔

(۸) پیر کی تعظیم وتوقیر اور ادب واحترام میں کوتاہی نہ کرے کی باادب بانصیب بےادب بدنصیب۔

(۹) مرید اپنے پیر کی توہین وتحقیر اوران کے کسی قول وفعل کی تصغیر سے گریز کرے۔

(۱۰) مرید اپنے پیر طریقت کے اعلیٰ خصائل وشمائل کے پرتو بننے کی سعی کرے۔

(۱۱) مرید اپنے پیر سے کئے ہوئے عہدوں کو نہ توڑے۔ کیونکہ عہد کا توڑنا ایسا ہی ہے جیسا اہل ظاہر کے نزدیک دین سے پھر جانا۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ وعدہ کرکے مکر جانا نشان منافقت ہے۔

(۱۲) مرید نامحرم عورتوں کے قریب نہ پھٹکے اور نہ ہی ممنوعات کی طرف نگاہ کرے۔

(۱۳) دنیاداروں کی صحبت سے اجتناب کرے۔ کیونکہ ان کی صحبت کسی زہر قاتل سے کم نہیں ہوتی۔

(۱۴) اللہ کی یاد سے غافل افراد کے پاس نہ بیٹھیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے" لا تطع من اغفلنا قلبه عن ذكرنا"۔ (سورہ کہف ۲۸)

(۱۵) نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کی پابندی کریں کہ یہ ارکان اسلام ستون ہائے دین ہیں۔

(۱۶) جھوٹ، چغلی، غیبت، زنا، شراب، حسد، کینہ، حق تلفی وغیرہا خلاف شرع امور سے بچیں۔ اور ہمیشہ پاک وصاف اور باضور ہیں۔

حضور شیر نیپال وسیع العلم صوفی :

شریعت وسنت پر عمل، باطن کی اصلاح اور قلب وروح کی تصقیل وتزکیہ کا نام ہی تصوف ہے اوران صفات سے متصف شخص اصطلاح تصوف میں صوفی کہلاتا ہے۔

تاجدار اولیاء حضرت شیخ عبد القادر جیلانی غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتوح الغیب ص ۱۸ میں فرماتے ہیں'' ہر مومن کے لئے تمام حالتوں میں تین چیزیں لازم

ہیں (۱) خدا کا حکم بجالانا (۲) ممنوعات سے بچنا (۳) اور تقدیر پر راضی ہونا''۔ اور شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عوارف المعارف ص ۲۶ میں فرماتے ہیں ''جو شخص جتنا زیادہ متبع رسول کریم ہوگا اسی قدر وہ محبت الٰہی کا حصہ دار ہوگا اور صوفیاء ہی نے اسلامی گروہوں میں سب سے بڑھ کر اتباع رسول کیا ہے''۔ احباب واقرباء کے لئے جذبہ جاں نثاری، مخلوق خدا کے ساتھ محبت، ان کے دکھوں اور غموں کو دیکھ کر بیقرار و بے چین ہونا اور بڑی سوز و گداز کے ساتھ عام وخاص تمام مسلمانوں کے لئے دعاء مغفرت وصحت کرنا صوفی کی خاص علامتوں اور بے مثال کردار وخصائل میں سے ہے۔ اور الحمد للہ یہ علامتیں مرشد برحق حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ میں بروجہ کمال پائی جاتی تھیں۔ آپ بیک وقت متصوف مخلص بھی تھے، فقیہ متبحر بھی اور محدث جلیل بھی۔ اور غالبا اسی جذبہ کے تحت آپ نے خانقاہ برکات کی تعمیر کا عزم کیا اور اس میں کامیاب بھی ہو گئے۔ شریعت وسنت کا ایسا پاس ولحاظ کہ مشکل لمحات وحالات میں بھی کتاب وسنت کے احکام پر عمل کرنے سے نہیں چوکتے، شریعت سے سر موانحراف ہو متصور ہی نہیں۔ مناہی وممنوعات سے کلی طور پر اجتناب کرتے اور تقدیر الٰہی پر راضی رہتے، زباں پر کبھی حرف شکوہ آئے سوال ہی نہیں۔ بلکہ ہر حال میں امتنان وتشکر خداوندی بجالانا آپ کا خاص وصف و معمول تھا۔ خلائق سے بیحد محبت وشفقت فرماتے ،مصیبت زدہ اور مبتلاء آلام وامراض کے لئے دعائیں بھی کرتے رہتے اور تعویذ ونقوش بھی عطا کرتے۔ نماز کی ایسی پابندی کہ سفر ہو کہ حضر، صحت وتندرستی کے ایام ہوں یا مرض کے، گاڑی کے چھوٹ جانے کا اندیشہ ہو یا مال وسامان کے ضائع ہونے کا، کہیں بھی اور کسی بھی حال میں نماز قضا نہیں ہونے دیتے۔ ہمیشہ آپ سفر میں جائے نماز، لوٹا، چپل، مسواک وبرش اور صابون وغیرہ لے کر چلتے اور جہاں وقت ہو جاتا وہیں نماز ادا کر لیتے۔

غلط فہمی کا ازالہ:

بعض لوگ اس غلط فہمی میں مبتلاء ہیں کہ تصوف تو خلوت و گوشہ نشینی اور لوگوں سے عدم اختلاط و قطع تعلق کا نام ہے۔ایسے لوگوں سے گزارش ہے کہ وہ اپنا زاویہ فکر درست کریں اور اپنی اس غلط فہمی کا مطالعہ کے ذریعہ فوراً علاج کریں۔اگر اسی کا نام تصوف ہے تو امر بالمعروف و نھی عن المنکر کا فریضہ کون انجام دے گا؟ اخلاق عالیہ کی خوشبو سے متعفن فضا کو خوشبودار کون کرے گا؟ معاشرے میں پھیلی برائیوں کا خاتمہ کون کرے گا؟ جو لوگ عبادت و تعمیل حکم خداوندی میں کوتاہی کرتے ہیں انہیں حکم خداوندی بجالانے پر آمادہ کون کرے گا؟ تبلیغ اسلام کی تحریک کون چلائے گا؟ اقوام کی سوئی ہوئی تقدیروں اور خوابیدہ بختوں کو بیدار کون کرے گا؟ جبر و تشدد اور ظلم و ستم کا استیصال کون کرے گا؟ کیا صوفی ان ذمہ داریوں سے سبکدوش ہے؟

سید خورشید احمد گیلانی لکھتے ہیں ''اگر نیک نیتی سے دیکھا جائے تو حقیقت یہ ہے کہ ''تصوف''، تعطل و جمود، عافیت کوشی اور سہل انگاری کا نام نہیں بلکہ ''تصوف'' ایک علمی، اخلاقی، روحانی اور معاشرتی تحریک ہے جس کے اثرات کا دائرہ بہت وسیع ہے، تصوف نے جو ذہن اور افراد تیار کئے ہیں وہ بیک وقت عبادت گزار اور تقوی شعار بھی ہیں اور علم و اخلاق کے علمبردار بھی، ان کے اندر علمی گہرائی بھی پائی جاتی ہے اور روحانی عظمت بھی، خدمت خلق ان کا شیوہ ہے تو معاشرتی اصلاح ان کا وطیرہ، اگر وہ معیت و قرب خداوندی کی طلب میں سرشار ہیں تو دوسری جانب ان کے دل خلق خدا کی محبت و ہمدردی سے لبریز بھی ہیں، ایثار ان کا نصب العین ہے اور مروت ان کی متاع حیات ، جہاں وہ صدق وصفا کے پیکر ہیں وہاں وہ بذل وعطا کے مجسمے بھی ہیں، دم گفتگو نرم نظر آتے ہیں مگر دم جستجو گرم بلکہ سرگرم دکھائی دیتے ہیں، حلقہ یاراں میں ابریشم اور رزم حق و باطل میں مانند فولاد ہیں، ایک طرف وہ تبلیغی سرگرمیوں میں منہمک ہیں اور دوسری

جانب استیصال باطل کے لئے مصروف عمل، غرضیکہ ایک ایک فرد بجائے خود انجمن اپنی ذات میں تحریک اور انسانی پیکر میں ایک انقلاب ہے'' الخ (روح تصوف ص ۱۲۵)

عام طور پر لوگوں میں صوفی اور اس کی علامتوں سے متعلق جو غلط فہمی پائی جاتی ہے مزید اس کا ازالہ کرتے ہوئے سید گیلانی صاحب رقمطراز ہیں:

''عام طور پر لوگ صوفی اسے کہتے ہیں جس کی علامات یہ ہوں'' سر تراشیدہ ہو، خرقہ پوش ہو، شکل وصورت سے مسکین ہو، ہاتھوں میں بالالتزام تسبیح رکھتا ہو، حق ھو کی ضربیں مارتا ہو، بیوی بچوں سے بے نیاز ہو، گھر بار سے پاک ہو وغیرہم۔ حالانکہ واقع میں ایسا نہیں کیونکہ جس طرح کوئی شخص ٹیڑھی ٹوپی اوڑھ اور بگڑ کر بیٹھا ہو وہ سکندر نہیں ہوسکتا اسی طرح جو سر منڈا لے وہ قلندر نہیں بن جاتا، جس طرح سکندری کے کچھ تقاضے ہیں اسی طرح قلندری کے بھی کچھ مطالبے ہیں، اوراد ووظائف ہی سے اگر تصوف کے تقاضے پورے ہوجاتے تو آج دنیا کا بیشتر حصہ صوفی کہلانے کا مستحق ہوتا۔ صوفی کو ان کے علاوہ بھی بہت کچھ کرنا پڑتا ہے جس کی تفصیل ہمیں تصوف کی مستند کتابوں میں ملتی ہے''۔ (روح تصوف ص ۵۲)

اگر خرقہ وصوف کے لباس سے نیت انبیاء کرام اور اسلاف عظام کی پیروی ہو تو ٹھیک ورنہ تو آج کل کچھ عوامی پیر عوام میں اپنی جاہ وحشمت پیدا کرنے کے لئے اونی لباس پہنتے ہیں، جبکہ ان کا باطن غیر مصقل اور کدورتوں سے بھرا ہوا ہوتا ہے۔ اور کچھ تو ایسے بھی ہیں جن کا تصوف سے دور کا بھی واسطہ نہیں مگر وہ بھی صوفی کے جھوٹے دعویدار ہیں، جبکہ ان کے افعال وکردار خلاف سنت ہوتے ہیں۔ بعض تو فرائض میں کوتاہی ہی نہیں بلکہ فرائض وواجبات کی پرواہ ہی نہیں کرتے۔ اور اگر ان سے پوچھا جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ صاحب! ہم تو کعبہ اور مسجد نبوی میں نماز ادا کرتے ہیں معاذ اللہ!۔ ایسے ہی پیر کا واقعہ ہے کہ ایک گاؤں میں ایک پیر پہنچا جو لوگوں کو مرید کرتا، نماز بالکل ہی نہیں

پڑھتا۔ اسے کہا جاتا تو کہہ دیتا کہ میں کعبہ میں ادا کرتا ہوں۔ اتفاق سے ایک دن ایک کسان نے اس پیر کو دیکھا کہ وہ اس کے کھیت میں قضائے حاجت کر رہا ہے۔ اسے غصہ آیا اور جا کر ایک لات ماری اور کہا کہ نماز کے لئے مکہ جاتا ہے اور ہگنے کے لئے میرے کھیت میں آتا ہے، رفع حاجت کے لئے بھی کسی دوسرے ملک کے کھیت میں چلے جایا کرو۔

شرائط تصوف اور حضور شیر نیپال:

صوفی وہی ہوتا ہے جو کتاب وسنت کو مظبوطی سے تھامے رہے، محرمات و ممنوعات سے بچیں اور اخلاق عالیہ سے مزین ہو ورنہ جو صوفی ہونے کا دعوی تو کرے مگر اس کا عمل شریعت وسنت کے خلاف ہو ایسے شخص کا شمار نہ صوفی کے زمرے میں ہو سکتا ہے اور نہ ہی دیوان رجال میں اس کی گنتی ہوتی ہے۔ صوفی کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ تصوف کے ساتھ فقہ کا بھی جانکار ہو۔

☆ حضرت امام مالک رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں "**من تصوف ولم يتفقه فقد تزندق ومن تفقه ولم يتصوف فقد تفسق و من جمع بينهما فقد تحقق**"۔ یعنی جو صوفی بنا اور علم نہ سیکھا وہ زندیق ہوا اور جس نے علم دین حاصل کیا مگر تصوف حاصل نہ کیا وہ فاسق بنا اور جس نے دونوں کو حاصل کر لیا تو بے شک اس نے تحقیق سے کام لیا۔ (اصطلاح تصوف)

☆ امام ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں "ہر وہ باطن (طریقت) جو ظاہر (شریعت) کے خلاف ہو باطل ہے"۔ (رسالہ قشیریہ ص ۶۲ بحوالہ روح تصوف)

☆ "طریقت کی بناء آداب شریعت کی حفاظت اور حرام اور شبہ کی طرف ہاتھ پھیلانے سے بچنے، حواس کو ممنوع چیزوں سے بچانے اور غفلت ترک کر کے اپنی سانسوں کو اللہ کے ساتھ شمار کرنے پر ہے"۔ (رسالہ قشیریہ ص ۳۰ ۷)

☆ شیخ ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں'' جس شخص کو تو اللہ کے ساتھ ایسی حالت کا دعوی کرتے ہوئے دیکھے جو اسے شریعت کی حد سے نکال دے تو تجھے اس شخص کے قریب بھی نہیں پھٹکنا چاہئے'' (رسالہ قشیریہ ۶۴ بحوالہ روح تصوف)

☆ حضرت شیخ عبداللہ تستری رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ہمارے مسلک (تصوف) کے اصول سات ہیں: (۱) کتاب اللہ سے مضبوط تعلق (۲) رسول اللہ ﷺ کی پیروی (۳) رزق حلال (۴) ایذارسانی سے پرہیز (۵) گناہوں سے بیزاری اور نفرت (۶) توبہ یعنی اللہ کی جانب رجوع (۷) خدا اور اس کے بندوں کے حقوق کی ادائیگی۔ (روح تصوف ص ۴۶)

الحمدللہ ثم الحمدللہ! میرے مرشد طریقت واجازت اور استاذ ومخدوم پر تصوف کی تعریف پورے طور پر صادق آتی ہے اور اس کے ان تمام شرائط کے آپ جامع ہیں جن کو اصفیاء اور اخیار نے حصول تصوف کے لئے ضروری قرار دیا ہے۔ آپ کو اللہ تعالی نے بلند درجات، اعلیٰ صفات، باطنی کمالات، صفاء قلبی، جاہ وحشمت اور عز وعظمت کے ساتھ شریعت وطریقت کی جامعیت سے بھی نوازا ہے۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو حضور شیر نیپال جیسے شیخ کامل، مرشد برحق متبحر عالم ربانی کے دامن سے وابستہ ہیں، جن کی صبح وشام، لیل ونہار، ہر ساعت ولمحہ اللہ رب العزت کی عبادت وریاضت، تسبیح و تہلیل، ذکر وفکر اور اس کے محبوب صاحب لولاک ﷺ کی مدحت سرائی اور مذہب اسلام کی حفاظت واشاعت میں بسر ہوتی ہے۔ حضور شیر نیپال جیسے صالح صوفی اور مخلص مرشد کی صحبت اختیار کرنا اور آپ کے دست حق پرست پر بیعت ہونا یقینا دارین کی سعادتوں سے مالا مال ہونا اور قرآن وسنت اور اقوال اسلاف کے تقاضوں پر عمل پیرا ہونا ہے۔ امام قشیری رسالہ قشیریہ ص ۴۶ پر حضرت نظام الدین اولیاء کا قول نقل کرتے ہیں کہ'' پیر ایسا ہونا چاہئے کہ احکام شریعت، طریقت اور حقیقت کا علم رکھتا ہو اگر ایسا ہوگا

توخود کسی نامشروع چیز کے لئے نہ کہے گا'' اور ص ۵٦۰ پر فرماتے ہیں کہ میں نے استاد ابوعلی دقاق کو فرماتے سنا کہ اگر درخت خود رَو (اگا) ہو اور کسی نے اسے لگایا نہ ہو تو اس کے پتے تو نکلیں گے مگر پھل نہ دے گا۔ یہی حال مرید کا ہے کہ اگر کوئی اا س کا استاد (پیر) نہ ہو گا جو اس کی تربیت کرے اس سے کوئی بات بن نہ آئے گی۔

خانقاہ کا مقصد اور خانقاہ برکات:

خانقاہ کا مقصد ہوتا ہے کہ وہاں سے انبیاء ومرسلین کی سیرت وکردار خاص طور پر نبی آخر الزماں ﷺ کی مکی ومدنی زندگی پر چلنے کی نصیحت کی جائے، صحابہ، تابعین، اصفیاء، اولیاء اور صلحاء کی تعلیمات سے روشناس کرائی جائے، قرآن وسنت پر عمل کرنے کی دعوت دی جائے، صبر واستقلال، تسلیم ورضا، عفو ودرگذر، توبہ واستغفار، عفت و پارسائی اور ذوق عبادت و ریاضت کا درس دیا جائے، دلوں پر لگے زنگ کو دور کیا جائے، نفرت وعداوت، حسد وکینہ، مخالفت ومشاجرت اور آپسی رنجشوں سے دلوں کو پاک وصاف کیا جائے، محبت واخلاص، اخوت و بھائی چارگی کی خوشبو سے معاشرے کی فضا کو معطر کیا جائے، نوجوانوں کو عیش ونشاط، شراب وکباب اور لہو ولعب کی بزم سے ہٹا کر ذکر وفکر کی محفل میں لایا جائے، ان کے ہاتھوں میں گٹار وستار، مزامیر ومغازف اور بیٹ و بلا کی کی جگہ تسبیح کے دانے رکھنے کی تلقین کی جائے، عیش وعشرت اور پر جہالت زندگی کو تقویٰ وطہارت، علم ومعرفت اور خوف وخشیت کا آئینہ دار بنایا جائے، رحمت وشفقت، الفت ومودت، بر وصلہ رحمی اور حسن سلوک کا درس دیا جائے، انسان کو حدود الٰہی سے تجاوز کرنے سے باز رکھا جائے، غفلت وکوتاہی کا پردہ چاک کر کے شعور وفکر عطا کیا جائے، جمود وتعطل کو توڑ کر تیقظ و بیداری کی روح پھونکی جائے، حقوق اللہ وحقوق العباد کی مکمل پاسداری اور دین وسنت کی حفاظت یہ سب خانقاہ کے مقاصد اور خانقاہ کے کرسی نشیں کی ذمہ داریوں میں سے ہیں۔

خانقاہ برکات کی انفرادیت یہ ہے کہ الحمد للہ پورے ملک میں اس نوع کی یہ واحد خانقاہ ہے اور ان شاء اللہ اس خانقاہ برکات سے مسلمانوں کو بڑا فائدہ حاصل ہوگا اور ہر طرح سے مسلمانان وطن کی خدمت کا فریضہ یہاں سے انجام پائے گا۔ ان شاء اللہ مستقبل قریب میں یہ خانقاہ علمی مرکز بریلی شریف کا اور روحانی مرکز مارہرہ شریف کا سنگم ہوگا، جہاں سے علمی و روحانی فیض کا دریا بہے گا اور یہاں سے ایسے ایسے جیالے اور فرزندان توحید و رسالت کا قافلہ تیار ہوگا جو اہل سنت کے عقائد اور اصفیاء صالحین کے معمولات پر ہونے والے ہر حملوں کا زبردست دفاع کرے گا، جس سے باطل ذلت وخواری سے دوچار ہوکر اپنی موت آپ مرے گا اور اہل سنت اس کارشجاعانہ پر مسرور ہوں گے۔ ے

مہک اٹھے گا ہر کوچہ ہر گلی دیکھنا
چمن کی کلیوں کوذرا مسکرا لینے دو

خانقاہ برکات کے مقاصد:

اس خانقاہ کے مقاصد و منصوبے کئی ایک ہیں ان میں سے بعض یہ ہیں:

☆ مذہب اسلام اور مسلک اعلیٰ حضرت کی اشاعت و تبلیغ۔
☆ اسلامی افکار و عقائد سے عوام اہل سنت کو متعارف کرانا۔
☆ سیرت نبویہ اور صحابہ و اسلاف کے احوال و واقعات کی نشر و اشاعت۔
☆ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق و محبت سے قلوب و اذہان کو معمور کرنا۔
☆ علماء و عوام میں در آئی دوری کو پاٹنا۔
☆ صالح معاشرہ اور صالح افراد کی تشکیل۔
☆ البرکات اکیڈمی کے تحت وقتاً فوقتاً اسلامی لٹریچر و پمفلیٹ شائع کرنا۔
☆ مسلم بچوں اور بچیوں کو اسلامی تعلیمات سے آراستہ کرنے کی ترغیب و تحریک۔

☆ علماء وعوام کو اتحاد و اتفاق کی لڑی میں انسلاک وانخراط۔
☆ حسد و کینہ، بغض و عداوت، نفرت و بیزاری، اذیت و دل آزاری کو دور کرنا۔
☆ ہر سال بڑے پیمانہ پر ایک کانفرنس کا انعقاد۔

حضور شیر نیپال کی تعلیمات کی بنیاد:

اصلاح عقائد و اعمال اور مخالفت ہوا و ہوس کے باب میں آپ کی تعلیمات کی تاسیس و بنا حضور رحمۃ للعلمین ﷺ، صحابہ کرام، تابعین عظام اور اصفیاء و اسلاف ذوی الاحترام کی تعلیمات اور اسالیب ارشاد و تبلیغ پر ہی ہے اور بوقت پند و نصیحت ان ارشادات و اقوال کو پیش نظر رکھتے ہیں۔ مثلاً حضور ﷺ نے فرمایا:

☆ جب کسی بدمذہب سے ملو تو ترش رو ہو کر ملو۔
☆ برے ساتھی سے بچ کہ تو اس سے پہچانا جائے گا۔
☆ جس نے کسی بدمذہب کی عزت و تکریم کی تو اس نے اسلام کے ڈھانے پر مدد کی۔
☆ محبت نہ رکھ مگر ایمان والوں سے اور تیرا کھانا نہ کھائے مگر پرہیز گار۔

اور اسلاف و بزرگان دین نے فرمایا ہے:

☆ بدمذہب کا حکم اس سے بغض رکھنا، اسے ذلیل کرنا، اس کی تردید کرنا اور دور بھگانا ہے۔
☆ جو کسی بدمذہب سے محبت کرے اس کے عمل بیکار ہو جائیں گے اور نور ایمان اس کے دل سے نکل جائے گا۔
☆ کام کرتے رہو خیریت سے رہو گے۔
☆ اصل کام عادت کو تبدیل کر کے اچھے کاموں میں مشغول ہونا ہے۔
☆ اللہ تعالیٰ بلند ہمت اور اپنے عزم میں پیکر استقلال لوگوں کو محبوب رکھتا ہے۔
☆ بلند ہمتی یہ ہے کہ دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے اس سے صرف نظر کرتے ہوئے

اپنی ہمت کی پرواز کا رخ خدائے تعالیٰ کی رضامندی اور خوشنودی کی طرف کرے۔

☆ کام میں مشغولیت خدا کی نعمت سمجھو۔

☆ اپنے نفس کو ہمیشہ اپنا دشمن سمجھو اور خواہشات نفسانیہ کے خلاف مسلسل کوشش کرو۔

☆ دل مضبوط، ہمت بلند اور امید سچی رکھو۔

☆ ہر مصیبت جو اللہ نے اس قوم کو دی ہے، اس کے ضمن میں خزانہ کرم مخفی رکھا ہے۔

☆ اگر مخلوق خدا کے کاموں میں مشغول رہ کر عبادت کی جائے تو اسی کو واقعۃ ذکر اللہ اور عبادت کہتے ہیں اور اسی کا نام شغل ہے۔

☆ کوئی سانس خدا کے ذکر کے بغیر منہ سے نہ نکلے۔

☆ گناہوں کو چھوڑ دینے والا ہی سب سے زیادہ عقلمند ہے۔

☆ دانا اور حکیم آدمی وہ ہے جو کسی چیز پر غرور نہیں کرتا۔

☆ قناعت کرنے والا ہی سب سے زیادہ مالدار اور غنی ہے۔

☆ تارکِ قناعت ہی سب سے زیادہ محتاج اور غریب ہے۔

☆ ہمیشہ ذکر الٰہی میں مشغول رہو کیونکہ ذکر سے طالب اپنے مطلوب تک پہنچتا ہے۔

☆ کم کھانے سے جسم تندرست رہتا ہے، گناہوں کے ترک کر دینے سے روح کو سلامتی ملتی ہے اور نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجنے سے دین سلامت رہتا ہے۔

☆ نیک لوگوں کی صحبت نیکی کرنے سے بہتر اور برے لوگوں کی صحبت بدی کرنے سے بدتر ہے۔

☆ بدبختی کی علامت یہ ہے کہ گناہ کرتا رہے پھر بھی مقبول بارگاہ ہونے کا امیدوار ہو۔

غرضیکہ آپ کی تعلیمات کتاب وسنت اور اقوال بزرگان سے صد فیصد مطابقت کرتی ہیں اور وہی انداز مترشح ہوتا ہے جو انداز اور طریقہ کار ہمارے بزرگوں

نے اپنایا ہے کہ عقائد کی اصلاح کے ساتھ ساتھ اعمال کی اصلاح پر بھی خاص توجہ دیتے اور مسلمانوں کو خیر خواہی اور بلند اخلاق سے آراستہ ہونے کی تاکید وتلقین فرماتے۔اور جس نے بھی آپ کی مبنی بر ہدایت تعلیمات،فکر انگیز، پر حکمت وخلوص مواعظ ونصائح کو درخور اعتناء اور حرز جاں جانا وہ فلاح ونجاح سے ہمکنار ہوا اور درمیان دیگراں ہر اعتبار سے فائق وممتاز اور سر بلند وسرخرو ہوا۔

اوصاف واخلاق:

خوش اخلاقی،خوش مزاجی،شگفتہ طبعی،بردباری،یفاءعہد،امانت،دیانت،حفظ لسان،غمخواری،ہمدردی،بذل وایثار،فروتنی،جذبہ جاں نثاری،کم گوئی،اکرام ضیوف، احترام اکابر،خوردنوازی، راست گوئی، امر بالمعروف، نہی عن المنکر اور شفقت و مہربانی آپ کی خصوصیات سے تھے۔اگر رہوار قلم آپ کے اخلاق وکردار اور اوصاف وخصائل کی تفصیل وتجزیہ کی طرف دوڑا دیا جائے تو ایک دفتر بن کر تیار ہو جائے۔یہاں آپ کے کثیر اوصاف میں سے صرف ایک وصف آپ کی امانت ودیانت کی جھلک پیش کی جاتی ہے ملاحظہ کیا جائے۔

اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ حضور شیر نیپال مخلص واصلاح پسند عالم دین اور امانت ودیانت دار نہایت ہی متقی وپرہیز گار قائد ورہبر تھے۔جامعہ حنفیہ غوثیہ میں جب تک رہے اس کی ہر مدات کے روپے بڑی حفاظت کے ساتھ رکھتے اور ایک پیسہ بھی ادھر سے ادھر نہیں ہونے دیتے۔کئی بار روپے گن کر اور پھر حاجی صاحب قبلہ سے بھی گنوا کر یا دوسرے مدرس سے شمار کروا کر جسے دینا ہوتا اسے دیتے۔یا کہیں سے روپیہ آتا تو اسے بڑی احتیاط سے محفوظ جگہ رکھتے تاکہ ایک روپیہ بھی ضائع نہ ہو پائے۔خصوصا جب چندہ کے لئے کہیں تشریف لے جاتے تو چندہ کی رقوم جن کی حیثیت امانت کی ہوتی ان روپوں کی حفاظت اپنی جان سے زیادہ کرتے۔ایک بار کا واقعہ ہے کہ میرے مخلص و باوفا

دوست حضرت مولانا محمد علاء الدین مصباحی برکاتی حفظہ ربہ الباری نے بتایا کہ حضور شیر نیپال تراویح سنانے کے لئے بمبئی تشریف لے گئے اور ساتھ میں مجھے اور مولانا محمد فیروز برکاتی مظفر پوری کو بھی لے گئے۔ رمضان میں آپ رات کو تراویح پڑھاتے اور دن میں قرآن شریف کی تلاوت اور دیگر اوراد و وظائف سے فراغت کے بعد ملاقاتیوں سے ملاقات، بات چیت کرتے۔ ان لوگوں سے اور اپنے مریدین سے چندہ بھی کرتے۔ ۲۷ ویں رمضان شریف کو جب نیپال کے لئے روانہ ہوئے تو سوٹ کیس جس میں چندہ کی رقوم تھیں حضرت نے اپنے پاس رکھا اور باقی بیگ وغیرہ دیگر سامان ہم لوگوں کے حوالے کر دیا۔ بڑی حفاظت کے ساتھ سوٹ کیس کو سنبھالتے ہوئے مظفر پور تک آئے۔ ٹرین سے اترے تو وہ سوٹ کیس مولانا فیروز کو تھما دئے اور فرمایا اس کی حفاظت کرتے رہو۔ بس میں بیٹھتے وقت مولانا فیروز نے وہ سوٹ کیس دوسرے سامانوں کے ساتھ اسے بھی ڈگی میں ڈال دیا۔ اور ہم سبھی لوگ بس میں بیٹھ گئے۔ کچھ دور جانے کے بعد حضرت کو سوٹ کیس کا خیال آیا تو پوچھا سوٹ کیس کہاں ہے؟ مولانا فیروز صاحب نے جواب دیا کہ ڈگی میں ہے۔ سنتے ہی آپ کے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا اور فوراً ڈرائیور کو کہا گاڑی روکو ڈرائیور نے گاڑی روک دی۔ آپ نیچے اتر کر وہ سوٹ کیس نکالا اور اسے لیکر بس میں بیٹھ گئے اور اتنی حفاظت سے اسے رکھا کہ سینے سے چپکائے رکھا تاکہ گم نہ ہو پائے اور نیند کا غلبہ ہو تو ہاتھ سے گر نہ جائے۔ مولانا فیروز سے فرمایا جس سوٹ کیس کو کامل احتیاط کے ساتھ سنبھال کر بمبئی سے یہاں تک لایا اس کے ساتھ آپ کی اتنی لاپرواہی۔ اس میں مدرسہ کی رقوم ہیں جو میرے پاس امانت کی حیثیت سے ہیں ان کی حفاظت جان سے بڑھ کر کرنی چاہئے، مگر آپ نے ان کے ساتھ اس طرح لاپرواہی۔ استغفر اللہ۔ یہ ہے آپ کی امانت و دیانت منہ بولتا ثبوت۔

وفات حسرت آیات:

حرمین شریفین کی زیارت سے واپسی پر ناسک میں آپ کی طبیعت سخت علیل ہو گئی، ممبئی کے لیلاوتی ہاسپٹل میں آپ کو ایڈمٹ کیا گیا مگر کئی روز تک مسلسل علاج کے باوجود کچھ افاقہ نہیں ہوا تو ڈاکٹروں کے مشورہ سے آپ کو آپ کے وطن ملک نیپال بذریعہ ایمبولینس لایا جانے لگا، ابھی راستے ہی میں تھے کہ لکھنو کے آس پاس رات ساڑھے گیارہ بجے حالت مسافرت ہی میں 28 ربیع النور شریف 1441ھ مطابق 26 نومبر 2019ء رات ساڑھے گیارہ بجے وصال پر ملال ہو گیا۔ اور یہ کہتے ہوئے آپ دنیائے فانی سے دار بقا کی طرف چلدئے کہ ؎

کلیوں کو میں سینے کا لہو دے کے چلا ہوں
صدیوں مجھے گلشن کی فضا یاد کرے گی

جنازہ:

آپ کی نماز جنازہ 27 نومبر بروز بدھ بعد ظہر خانقاہ برکات لہنہ شریف میں ادا کی گئی، جنازہ آپ کے بڑے صاحبزادے اور خلیفہ و جانشین حضرت مولانا محمد ضیاء المصطفیٰ ازہری برکاتی صاحب قبلہ نے پڑھائی اور آپ کی قائم کردہ خانقاہ برکات کے احاطہ میں جانب مشرق میں آپ کے جسد مبارک کو دفن کیا گیا۔ مقامی میڈیا رپورٹ کے مطابق سات لاکھ عقیدت مندوں نے آپ کی نماز جنازہ میں شرکت کی تھی، جدھر دیکھیں انسان ہی انسان نظر آرہا تھا، بتایا جاتا ہے کہ نیپال کی تاریخ میں اتنا مجمع کسی جنازہ میں دیکھا نہیں گیا۔

مخالفین کی شرارت:

آپ کے وصال کے موقع پر بلکہ جب آپ ہاسپٹل میں ایڈمٹ تھے اور پوری دنیائے سنیت آپ کی صحت و تندرستی کی بحالی اور شفایابی کے لئے دعائیں کر رہے تھے

اسی وقت مخالفین خائبین جشن منا رہے تھے اور آپ کے جنازہ میں روکنے کی کوشش کر کے اپنی بدنامی کا سامان فراہم کر رہے تھے۔ مگر ان کی تمام سازشیں ناکام ہو گئیں اور اپنے مقصد پلید میں خائب و خاسر ہو گئے۔ جنازہ میں عقیدت مندوں اور انصاف پسندوں نے اس کثرت کے ساتھ شرکت کی کہ مخالفین حاسدین کی عقلیں دنگ رہ گئیں، افکار معطل ہو گئیں، زبانیں گنگ ہو گئیں اور چہرے بے رونق ہو گئے۔

جلنے والے جلیں مقدر تمہارا جلنا ہے
کر گیا تاریخ رقم جنازہ جیش ملت کا
بعد غسل کفن جب پڑی رخ پہ میری نظر
مثل قمر چمک رہا تھا چہرہ جیش ملت کا

مدحت شیر نیپال:

بلبل بوستان قدس، میکدۂ شریعت وطریقت کا چھلکتا جام، خلیفہ حضور سید العلماء سید شاہ آل مصطفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضور شیر نیپال حضرت علامہ مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی علیہ الرحمہ علوم ومعارف کے بحر ناپیدا کنار، علمی وروحانی کمالات وفیوضات کے عظیم سنگم، نبوی شمائل وخصائل کے مظہر، صحابہ وتابعین کے علمی وروحانی وراثتوں کے امین ووارث اور اسلاف واخیار کی حیات تابندہ کا ایک ایسا عکس جمیل تھے کہ جن کی حیات و خدمات کا ہر گوشہ و پہلو ضوفشاں ودرخشاں ہے۔ آپ چرخ علم وعرفان کے ایسے آفتاب تھے جس کی روشنی سے نیپال کے کفرستان میں ایمان واسلام کا ایسا نور واجالا پھیلا کہ فرقہ باطلہ جہاں حیران وششدر ہو گیا وہیں شب دیجور کی تاریکیوں میں بھٹکنے والے لوگوں کو نور ہدایت میسر ہو گیا۔ آپ اپنے عظیم و بے مثیل کارناموں، منفرد خصوصیات وامتیازات اور دینی، ملی، سماجی خدمات واثرات کے سبب ملک وبیرون ملک کے علماء ومشائخ اور عوام وخواص کے نزدیک انتہائی وقیع نظروں سے دیکھے جاتے تھے۔

یہ وہی شیر نیپال ہیں جنہوں نے ہزاروں گم گشتگان راہ کو صراط مستقیم پر گامزن کیا، ان گنت دلوں کا میل دھوکر پاک وصاف اور لاتعداد ذہنوں اور سینوں کی کثافت و کدورت دور کر کے انہیں معطر فرمایا۔ بدعقیدگی کے خیمہ کو اکھاڑ کر مسلک اعلی حضرت کا جھنڈا لہرایا۔ جن کی ذات وعظ وخطابت، علم وعمل، عقل وخرد، فضل وکمال، فکر ونظر، صلاح وفلاح، تبلیغ ورشاد، شجاعت و بہادری کا سنگم اور عزم واستقلال کا کوہ گراں تھی۔ جن کا علمی تبحر اور فکری گہرائی مسلم ہے، جو ادق سے ادق اور پیچیدہ ومغلق مسائل کی گتھیوں کو چٹکی میں حل کر دینے کا ملکہ وعبور رکھتے تھے۔ مختصر یہ کہ آپ واقف اسرار شریعت بھی تھے اور سالک راہ طریقت بھی، معدن فصاحت و بلاغت بھی تھے اور حقانیت وصداقت کے روشن مینارہ بھی، مصلح قوم بھی تھے اور مسلمانوں کی جان وشان اور شناخت بھی۔ جہاں آپ کے قلم کی سیاہی میں سرکار اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کی علمی قوت وتوانائی اور سرکار مفتی اعظم ہند کا رعب وجلال ہے وہیں حضور سید العلماء سید شاہ آل مصطفی قدس سرہ کی روحانی تائید وحمایت اور زبان فیض ترجمان میں حضور احسن العلماء سید شاہ مصطفی حیدر حسن قدس سرہ کا فیض وکرم اور سحر انگیزی بھی ہے۔

حضور شیر نیپال میری نظر میں:

حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی وہ نابغہ روزگار شخصیت ہے کہ جس کے ذکر سے گلشن قلب میں انس کے پھول کھلنے لگے اور جس کی زیارت سے عشاق کے قلب وجگر کو سرور و خنکی میسر ہو اور آج پورے ملک نیپال میں سب سے زیادہ آپ ہی کے عقیدت مندوں کی کثرت ہے جو آپ کی تعریف وتوصیف میں بلبل ہزارداستان کی طرح ترنم ریز رہتے ہیں۔ اللہ رب العزت نے آپ کو اپنے خم خانہ فضل وکرم سے وافر حصہ عطا فرمایا ہے اور جو مقبولیت ورفعت آپ کو ملی ہے اس کی بنا پر میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ میری نظر میں ملک نیپال میں علم ومعرفت کے افق پر خورشید بن کر چمکنے والی عبقری شخصیت حضور شیر

نیپال سے زیادہ وسیع العلم، رقیق القلب، کریم النفس، خلیق وشفیق، نقی وتقی، ناصح وواعظ ،زاہد وعابد، صابروشاکر، خوردنواز، علماءنواز، پاک طینت و پاکباز، خداترس اور مذہب و مسلک کے لئے حد درجہ درد مندی اور جاں سوزی کرنے والا کوئی اس پایہ کا عالم نہیں ہے۔آپ کا دل حرص وطمع اور طلب عزت وشہرت سے یکسر پاک رہا،غیر مسلموں ،اہل ثروت ،اہل سیاست اورارباب حکومت کے سامنے جھکنا یا تعظیما کھڑا ہونا کبھی بھی آپ کا شیوہ نہیں رہا۔ بیشتر دیکھا گیا کہ صاحب اقتدار،حکومت وقت کے سفراء وحاشیہ بردار آپ کے پاس آئے مگر کسی کے لئے بھی تعظیما کبھی بھی کھڑے نہیں ہوئے۔

اپنی عظمت خداداداور وسعت علمی کے باوجود چھوٹوں پر شفقت و پیار کے پھول لٹاتے اور بڑوں کی تعظیم وتبجیل فرماتے تھے۔نفاست طبع آپ کی شان،تواضع وفروتنی آپ کی پہچان، ذکروفکر،عبادت وریاضت،تسبیح وتہلیل آپ کی غذا، رد بدعقیدہ،نشر دین وسنت آپ کا مشغلہ،اطاعت خداعز وجل، اتباع رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حب الٰہی و عشق نبی آپ کا متاع دنیاوعقبیٰ تھا۔یہی زندگی، یہی بندگی اوراسی میں فنا ہونا وطیرہ رہا۔ جن کے دل میں دنیا کی محبت کی بجائے آخرت کی محبت ورغبت کا سمندرموجزن تھا،جن کوخود کی ہی فکر نہیں بلکہ دوسروں کوغرقاب ہونے سے بچانے کی فکر دامن گیر رہتی تھی۔ جو نام ونمود کے کوچہ و بازار اور حرص و ہوس کے دریا وصحرا میں سیاحت و سیاحت کی بجائے بحر معرفت وطریقت میں غوطہ زن ہونے اورصحرائے عشق ومحبت کی سیر کرنے کے عادی تھے۔

جی! یہ وہی شیر نیپال ہیں جن کی حیات طاعت و بندگی،اتباع شریعت وسنت ،تقدیس وتمجید خداوندی، مدح ونعت مصطفائی، اورادووظائف،شب بیداری، نفس کشی ،غربا پروری، فغان نیم شبی، گریہ تنہائی، آہ سحرگاہی، گداز قلبی،سوز روحانی،لذات ایمانی اورجذبات اسلامی سے پرتھی۔دقت نظر،وسعت علم وہنر،سعی خدمت دین وخلق،قول و

فعل میں ہم آہنگی و یکسانیت اور الحب فی اللہ والبغض فی اللہ جیسی خوبیوں نے بارگاہ ایزدی اور دربار نبوی کی قربت ومحبوبیت کا اہل بنادیا اور اللہ نے اپنے حبیب لبیب ﷺ کے صدقہ وطفیل میں ملک نیپال کی سرزمین پر مرجع انام بنادیا جہاں علماء وعوام سبھی فیض پاتے اور اپنے مسائل لیکر آپ کے پاس آتے اور تشفی بخش حل پاکر فرحاں وشاداں لوٹتے تھے۔آسیب زدہ مسلم وغیر مسلم بھی آتے اور آپ کی دعاؤں سے اپنی مشکلوں سے آزاد ہوکر مسرت وشادمانی کے ساتھ جھومتے ہوئے گھر جاتے اور صحت وسلامتی کی زندگی گزارتے۔

اللہ تعالٰی کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ملک نیپال کی اس عظیم شخصیت اور روحانی مربی کی تربت اقدس پر رحمت وانوار کی بارشیں نازل فرمائے اور آپ کے درجات کو بلند سے بلندتر فرمائے۔آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

منقبت در شان حضور شیر نیپال

از: مولانا فرحت صابری

بیشک ہے رب کا انعام ان پر، ہیں شیر نیپال جنت کے اندر
کہتا رہے گا عاشق برابر ہیں شیر نیپال جنت کے اندر

آنکھوں سے میری ہے اشک جاری ہر دم رلاتی ہے بیقراری
بجلی گری ہے جذبات دل پر ہیں شیر نیپال جنت کے اندر

لہنہ میں آئے لاکھوں دیوانے، پڑھ کے جناز قسمت جگانے
اے دل جنازے کا دیکھ منظر ہیں شیر نیپال جنت کے اندر

مارہرہ کا جو فیضان لایا ڈھونڈو کہاں ہے برکاتی دولھا
گریہ نہ کر تو اے قلب مضطر ہیں شیر نیپال جنت کے اندر

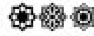
فیضان والا ان کا سفر ہے، آقا کا روضہ پیش نظر ہے
پایا انہوں نے اعلیٰ مقدر ہیں شیر نیپال جنت کے اندر

مقبول انکی دینی ہے خدمت سب کے دلوں میں ہیں جیش ملت
ان سے ملیں گے ہم روز محشر ہیں شیر نیپال جنت کے اندر

قائم رہے جو حق پر ہمیشہ چھوڑے نہیں وہ دینی فریضہ
انکے عدو کا دوزخ میں ہے گھر ہیں شیر نیپال جنت کے اندر

جب تک یہ سورج گردش کرے گا جیش رضا کا ڈنکا بجے گا
ان پر ہمیشہ ہے فضل داور ہیں شیر نیپال جنت کے اندر

نیپال کے چیف قاضی رہے وہ رب کی رضا پر راضی رہے
وہ کہتا ہے فرحت مداح سرور، ہیں شیر نیپال جنت کے اندر



منقبت در شان حضور شیر نیپال

از: رحمت برکاتی لوہار پٹی، نیپال

سرچشمہ فیض غوث و رضا دربار ہے جیش ملت کا
اس واسطے اتنا شادابی گلزار ہے جیش ملت کا

صدیق و عمر عثمان و علی شیخین کے عشق و محبت سے
اللہ کی قسم دل ہر لمحہ سرشار ہے جیش ملت کا

چشمان محبت سے ان کو جو دیکھ لے انکا ہو جائے
شک اس میں نہیں ہے کچھ ایسا کردار ہے جیش ملت کا

نیپال میں ثانی ہے ہی نہیں کیا پیش کروں میں مثالوں میں
ہر فن میں اونچا اور اعلیٰ معیار ہے جیش ملت کا

کوئی حافظ کوئی قاری ہے کوئی عالم کوئی علامہ
آقا کے کرم سے پڑھا لکھا گھر بار ہے جیش ملت کا

جو لوگ جنازے میں آئے وہ دیکھ کے بولے برجستہ
تاریخی جنازہ مدحت کا حقدار ہے جیش ملت کا

ہاں مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج و تحفظ کی خاطر
جان اپنی لٹانے کو شیدا تیار ہے جیش ملت کا

نیپال ہو چاہے بھارت ہو جس سمت نگاہ اٹھتی ہے
ان دونوں ملکوں میں ہر سو میخوار ہے جیش ملت کا

موجودہ نسلیں بولیں گی یہ فخریہ لہجے میں اک دن
ہم نے بھی کیا ماشاء اللہ دیدار ہے جیش ملت کا

بس ایک وضو میں پورا پڑھا قرآن در آقا کے قریں
یہ کتنا انوکھا چاہت کا اظہار ہے جیش ملت کا

گر ترچھی نظر سے دیکھے گا حاسد تو گرے گا دھم سے وہیں
اے رحمت اونچا فیض کا یوں مینار ہے جیش ملت کا

از: رحمت برکاتی لوہار پٹی، نیپال
خطیب وامام غریب نواز مسجد (مہاراشٹر)

